BROWN BOOK

BROWN BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222641
UNIVERSAL
LIBRARY

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

منتخب دیوان حسرت

و

مثنوی طلسم حیرت

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۰

CHECKED 1959 ۱۰ ۶۲۷
۲
CHECKED 1951
Checked 1969

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نالہ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا
زور یہ پردرد اپنا مطلع دیوان ہوا

جسنے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا
فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا

سب پہ ظاہر ہو گئی بیتابی دل شکل برق
وہ بھبوکا اپنی نظرونسے جو ٹک پنہان ہوا

اوسکے جانے سے دلمین آہ ہی رہ رہ کے ہاے
سب جہان بستا ہی ایک اپنا ہی گھر ویران ہوا

کاش لیسے چشم تک آنے نہ پاتا طفل اشک
رفتہ رفتہ اتبو یہ لڑکا کوئی طوفان ہوا

گر ہوئے وا اوسکے لب تو دیکھیے کیا گل کھلے
ہو خفا چپ بطرح وہ رونق بستان ہوا

آئے جو مرقد پہ میری سو مکدر ہو گئے
خاک ہو کر بھی غبار خاطر یاران ہوا

روز و شب بننے لگا اس گھر مین یکاو صنم
کعبۂ دل صاف اپنا اتبو کفرستان ہوا

جوش وحشت دیکھ کوئی کہ ہر اک خار کے
دھجیان ہو کر گلے کا ہار یہ دامان ہوا

اشک رنگین سے جو اپنے کر دیا فرش گل
رشک صد گلشن ہمین یہ گوشہ زندان ہوا

بندھ گیا تیرا تصور جبکہ آنکھوں کے حضور
اوسکو بس عالم وصال و ہجر کا یکسان ہوا

یک بیک تو نے یہ کیسا رنگ بدلا اے فلک
تیری گردش سے کہین کیا سخت جی ہلکان ہوا

کل تلک جو گھر اپنا تھا سو اوسکے مدعی آج
نیلا پیلا دیکھ کر کیا کیا ہمین قربان ہوا

گرچہ ہر قالب مین جرأت صورتین ڈھلتی رہین
پر بنا جو درد کا پتلا وہی انسان ہوا

محمد ہی نبی ممدوح ذات کبریائی کا — کہے بندہ گر اوسکی مدح توہوے ہی خدائی کا
سپہر معرفت حقا ہی وہ مہر الوہیت — کہ جسکا دین روشن آئینہ ہی حق نمائی کا
بلند اوسکا وہ ایوان رتبہ ہی کہ وان کب ہی — خیال ساکنان عرش کو بار رسائی کا
منور کیون نہ اوسکے نور سے ہو خانۂ عزت — کہ روشن کرنیوالا ہی وہ شمع پارسائی کا
گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہی — سوا اوسکے لقب کسکو ملا ہی مصطفائی کا
رکھے ہی منزلت یہ آستان سرور عالم — کہ فخر سلطنت ہی مرتبہ وانکی گدائی کا
اوسکے عشق مین پابند الفت ہو والہی ہردم — کہ ہووے گا یہی روز جزا موجب رہائی کا
سراپا نور حق نام خدا کہیے نکیون اوسکو — کہ جسکا نقش پا ہو جبہہ سا سار خدائی کا

دلیل اوسکے ہی یکتائی کی یہ لاریب اے جرأت
کہ تھا سایہ نہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

غم رو رو کے کہتا ہون کچھ اوس سے اگر اپنا — تو ہنس کے وہ بولے ہی میاں فکر اپنا
رونے سے ترے کیا کہین ای دیدۂ خونبار — یہ خاک مین ملتا ہی دل اپنا جگر اپنا
گر بیٹھتے ہین محفل خوبان مین ہم اوس بن — سر زانو سے اوٹھتا نہین دو دو پہر اپنا
لانا ہی تو ہمدم اوسے لا جلد کہ ہمکو — احوال نظر آئے ہی نوع دگر اپنا
باتون سے کٹے کسکے بھلا راہ ہماری — غربت کے سوا کوئی نہین ہمسفر اپنا
عالم مین ہی گھر گھر خوشی و عیش اوس بن — ماتمکدہ ہمکو نظر آتا ہی گھر اپنا
یا آنکھونسے یک لحظہ نہوتا تھا وہ اوجھل — یا جلوہ دکھاتا نہین اب آکے نظر اپنا
ہر بات کا بہتر ہی چھپانا ہی کہ یہ بھی — ہی عیب کرے کوئی جو ظاہر ہنر اپنا
ق
گر روبرو اوسکے کسی غمخوار کو چپکے — یہ کچھ حال سناتا ہون مین با چشم تر اپنا

تو کیا کہون کہتا ہی عجب شکل سے مجکو — کچھ ہونٹھون ہی ہونٹھون مین وہ منہ پھیر کر اپنا

کیا کیا اوسے دیکھ آئے ہی جرات ہمین حسرت
مایوس جو پھر آتا ہی پیغام بر اپنا

پوچھتے کیا ہو وہ محبوب ہی دلبر اپنا — سینکے دل ہمکو بتاتا ہی نہین گھر اپنا
حال تجھ بن ہی یہ ای شوخ ستمگر اپنا — کہ جو دم لیتے ہین تو ہاتھ ہی دلپر اپنا
ناتوانی سے گرے ایسے کہ پھر اوٹھ نسکے — ہوگیا جزو بدن ضعف سے بستر اپنا
آینہ سے بھی وہ ہوتا نہین محبوب دوچار — پھر یہ حیرت ہی کہ دل کیون ہی مکدر اپنا
سنکے بدحال مجھے در سے وہ یہ سوچہ ہی — باہر اب گھر سے نکلنا نہین بہتر اپنا
خون فرہاد ہی پر کچھ نہین موقوف یہ بات — عشق ہر رنگ مین دکھلاے ہی منظر اپنا
کل سے مایوس تھے ہم زیست سے پر ای ید — آج کل سے بھی کچھ احوال ہی بدتر اپنا
گل نہ لے ہاتھ مین تو رشک سے ورنہ جون گل — ابھی ہوجایگا ٹکڑے دل مضطر اپنا
اوسکی تعریف جو کہتا ہون تو وہ کہتا ہی — چپکے بس رہیے کہ مت کیجے نہ مجھیرا اپنا

جرات اب دیکھ تو کس شخص کا گھر ہمسے چھٹا
پھر بھلا کیونکہ نہ مذکور رہے گھر گھر اپنا

گنبد اس حجرۂ گردون سے ہو کیونکر اپنا — قید خانہ ہی عجب گنبد بے در اپنا
شکل رہنے کی یہ بستی مین ہی اوس بن اپنی — جیسے جنگل مین بناتا ہی کوئی گھر اپنا
شب کی بیتابیان کیا کہیے کہ دیکھا جو سحر — ٹکڑے ٹکڑے نظر آیا ہمین بستر اپنا
ہمنشین اوسکو بلاتا ہی تو لا جلد کہ ہم — تھامے بیٹھے رہین کب تک دل مضطر اپنا
وہ گئے دن کہ سدا میکدۂ ہستی مین — بادۂ عیش سے لبریز تھا ساغر اپنا
تاب نظارہ تری لائے نہ خورشید ذرا — ہاتھ جب تک کہ نہ رکھ لے وہ جبین پر اپنا
دینگے سر عشق کے سودے مین اگرچہ ہمکو — اس مین نقصان نظر آتا ہی سراسر اپنا

ہی زمین خوب غزل ور غزل اسکو کہیے
بسکہ معمول ہی جرات یہی اکثر اپنا

اب گذارا نہین اوس شوخ کے در پر اپنا
جسکے گھر کو یہ سمجھتے تھے کہ ہی گھر اپنا

کوچۂ دہر مین غافل نہو پابند نشست
رہگذر مین کوئی کرتا نہین بستر اپنا

غمزدے اوٹھ گئے دنیا سے ہم آخر ایواے
زانوئے غم سے ولیکن نہ اوٹھا سر اپنا

دیکھین کیا لجۂ ہستی کو کہ جون آب رواں
یہان ٹھہرنا نظر آتا نہین دم بھر اپنا

وا ے قسمت کہ سنے لوگ ہی اوس پیش وہ
ذکر لاتے تھے کسی ڈھب سے جو اکثر اپنا

گر ملو نہین کف افسوس تو ہنستا ہی وہ شوخ
ہاتھ مین ہاتھ کسی شخص کے دیکر اپنا

ذبح کرنا تھا تو پھر کیون نہ مری گردن پر
زور سے پھیر دیا آپ نے خنجر اپنا

نیم بسمل ہی چلے چھوڑ کے تم کیون پیارے
زور تمنے یہ دکھایا ہمین جوہر اپنا

کیا کرین دل جو کہے مین ہو تو ہم ای جرات
نہ کہین جائین کہ ہی سب سے بھلا گھر اپنا

درد فرقت کا الم ہر دم ہمین گھیرے رہا
تم گھرے وہان عیش مین یان غم ہمین گھیرے رہا

کچھ عجب عالم سے نکلے تھے ہم اوسکے گھر سے آئے
کل سر بازار اک عالم ہمین گھیرے رہا

لے اوڑیگی عاقبت جون بوے گل یانکی ہوا
غنچہ سان گو کوئی اک دو دم ہمین گھیرے رہا

گر یہی وحشت ہی تو کل کو نکل جاوینگے ہم
کیا ہوا جو آج تو ہمدم ہمین گھیرے رہا

تھا تصور رات کسکے کانکے بالے کا آہ
صبح تک اک حلقۂ ماتم ہمین گھیرے رہا

غم سے ہوتی مخلصی کیونکر تمہارے ہجر مین
لشکر رنج و الم ہر دم ہمین گھیرے رہا

غیر گھیرے نت بیٹھے ہونگے جرات اپنے یار کو
گنج تنہائی مین بھی ہی غم ہمین گھیرے رہا

کھد جاے دل پہ نقش اگر اوس نگار کا
تعویذ کر رکھون اوسے اپنے مزار کا

دیکھا کسی نے ہووےگا سیماب آگ پر
احوال کیا کہون مین دل بیقرار کا

آوارہ یون ہوا کہ صبا اور نسیم نے
پایا کہین نہ کھوج ہمارے غبار کا

لگتی نہین پلک سے پلک وصل مین بھی آہ
آنکھون کو پڑ گیا ہی مزا انتظار کا

آتا ہی کیون عجب تجھے لالہ کے داغ پر
ہی یہ تو اک نمونہ دل داغدار کا

تا آپنے وہ قرار پہ آئے کہ ہو گیا
یان کام ہی تمام دل بیقرار کا

ای نالہ کچھ خبر تو بتا ملک دل کی آہ
اک تو ہی رہ گیا ہی اوس اوجڑے دیار کا

ق
اوس گلعذار بن تو عزیزو چمن سکے بیچ
کچھ لطف سیر ہمکو نہین ہی بہار کا

رہتے ہی اور تڑپتے ہی گذرے ہی روز و شب
بچنا محال ہی دل زار و نزار کا

تسپر بھی یان تلک نہین آتا ہی ہاے وہ
یارو سلوک کیا مین کہون اپنے یار کا

جرأت اب اوسکے آنے سے بالکل ہوئی جو یاس
احوال کیا کہون دل امیدوار کا

جو اوس گلی مین کسی آشنا کا گھر ہوتا
اسی بہانے سے اپنا وہان گذر ہوتا

جہان سکے باغ مین ہم بھی بہار دکھلاتے
برنگ غنچہ جو اپنی گرہ مین زر ہوتا

بھلا ہوا نہوئے گل چمن سکے ہم ورنہ
ہزار رنگ سے باد خزان کا ڈر ہوتا

کوئی جہان مین تجھکو بھی منہ لگاتا آہ
برنگ نی مرے نالون مین گر اثر ہوتا

کوئی جو اوس سے مفصل مری خبر کہتا
تو یون وہ حال سے میرے نہ بیخبر ہوتا

نپوچھ شیخ کہون کیونکہ سے لیا اوسنے
بتاتے تجکو جو اس دم وہ عشوہ گر ہوتا

یہ جیمین گڑتے ہی دیکھے سے اوسکے کان کا در
کہ کاش دل بھی مرا صورت گہر ہوتا

کسی طرح سے تو قدمون سے اوسکے جا لگتے
اگر برنگ حنا ہم مین کچھ ہنر ہوتا

جنہون کا نامہ پہونچتا ہی اوس ستمگر تک
اونہین کا کاش کہ جرأت مین نامہ بر ہوتا

کیسا پیام لے گئی یہ تو نے صبا دیا
مثل چراغ صبح جو دل کو بجھا دیا

آتے ہی یار کے جو مین سوتے سے چونک اٹھا
فرقت نے اوسکے اور تماشا دکھا دیا

پھر آج پچھلا ہی پہر آنے لگی لگی
تو نے تو مجکو خاک مین اے دل ملا دیا

آنکھ اب نہین ملاتا ہی وہ حیرت پری
الفت نے جسکی مجکو دیوانہ بنا دیا

وعدہ بھی کرتے کے بوسہ کا دیتے نہین ہو تم
لازم ہی آدمی کو جو منہ سے کہا دیا

کیا دشمنی تھی تجکو صبا اوس گلی سے جو
اکثر مرا غبار بھی تو نے اوڑا دیا

نقشہ ہی دل کا وہ نہ کسکو کھینچے ل
غم نے تو اسکا نام و نشان ہی مٹا دیا

کیا اپنے دلکو رو مین جرأت کہ عشق نے
مانند شمع آہ مجھے کیا جلا دیا

رخ جو پردے سے مہر رشک قمر کا نکلا
نہین معلوم کہ یہ چاند کدھر کا نکلا

اوٹھ گیا بزم سے دامن کو وہین جھاڑ کے وہ
ذکر باتون مین جو مجھ خاک بسر کا نکلا

صحبت یار بھی اور عیش کا تھا دل مین مقام
ہوش بس اوڑ گئے چرچا جو سحر کا نکلا

روتے ہی روتے کٹی عمر مری مثل سحاب
چشم سے پر کوئی قطرہ نہ اثر کا نکلا

زلف و رخ کی جو گیا یاد مین دل کیون جرأت
شام تک بھی نہ پھرا آہ سحر کا نکلا

ہر آہ سے جو شعلہ نمایان ہی آگ کا
تپلا نعل مین کیا دل سوزان ہی آگ کا

جون شمع اپنے دل پہ یہ طغیان ہی آگ کا
نوک زبان سے دود نمایان ہی آگ کا

ہم عاصیون کو لہر جو رونیکی آگئی
دوزخ کی پھر خدا ہی نگہبان ہی آگ کا

روز فراق ہی دل صد چاک مین کہ آہ
قندیل مین یہ شعلہ سوزان ہی آگ کا

کھینچ آہ سرد تا طپش دل کی قدر ہو
خواہان ہر اک بہ فصل زمستان ہی آگ کا

طاقت گئی مجھ سے لے نہ گئی عشق کی طپش
گویا کہ شعلہ سان تن لرزان ہی آگ کا

ہر آہ شعلہ بار ہی جون آتشین انار
یارب یہ دل مرا ہی کہ بستان ہی آگ کا

چنگاریون نکلے اوڑنیکو سمجھو نہی سبب
سوزش سے میری حال پریشان ہی آگ کا

لایا جو نذر مین دلِ سوزان کو تو وہ شوخ
بولا کہ یان کوئی نہین خواہان ہی آگ کا

سرسبز کشتِ دل ہو مرا خاک ہمدمون
یان جوشِ اشکِ گرم سے باران ہی آگ کا

جرات غزل وہ گرم سی کہہ تو کہ سب کہین
ہر حرف اسکا اخگرِ سوزان ہی آگ کا

وحشت مین سوزِ دل سے جو طغیان ہی آگ کا
جو شعلہ دیکھو چاکِ گریبان ہی آگ کا

گویا تنورِ دیدۂ گریان ہی آگ کا
ٹپکے ہی جو سرشک سو طوفان ہی آگ کا

سوزش سے ٹہی دیکھے سے بن دیکھے ہو طپش
گویا طلسم اک رخِ جانان ہی آگ کا

طاؤس آتشین کی طرح تجھ پہ شعلہ خو
شعلہ ہزار رنگ سے قربان ہی آگ کا

جاری ہی سیلِ اشک تو افزون ہی سوزِ دل
یہ طرفہ ہی کہ آب نگہبان ہی آگ کا

آگر نسیمِ صبح بھی ہو جاسے یان سموم
صحراے دل مرا وہ بیابان ہی آگ کا

دل پھک رہا ہی تن پہ مرے مو نسمجھیو
سارے بدن سے دود نمایان ہی آگ کا

کیا جانے ہی یہ کسکے رخِ آتشین کا خوف
شعلہ جو اسطرح سے گریزان ہی آگ کا

وہ نخل ہو نہین باغِ جہان مین کہ جسکا آہ
ہر برگ و بارِ سر و چراغان ہی آگ کا

جرات بن اوسکے ایسی جلاتی ہی چاندنی
گویا کہ چرخ پر مہِ تابان ہی آگ کا

کب کوئی تجھسا آئنہ رو یان ہی دوسرا
ہی تو ترا ہی عکس نمایان ہی دوسرا

پوچھا اوسکی مستِ خبر جسے ناصح نے تھا تو
وہ دھجیان اڑا یہ گریبان ہی دوسرا

شکل اپنی یہ ہی جو کہ ہین محوِ جمالِ یار
ششدر کھڑا ہی ایک تو حیران ہی دوسرا

رخ اوسکا دیکھیو شبِ مہتاب مین کوئی
گویا زمین پہ یہ مہِ تابان ہی دوسرا

کیا دل جگر کی کیسے تمنا نے وصل مین
حسرت بھرا ہی ایک پر ارمان ہی دوسرا

وادیِ عشق مین ہمین برسون یونہین کٹے
اک دشت طی کیا یہ بیابان ہی دوسرا

تیری خرام ناز کے صدقے کہ کب کوئی
ایسا چمن مین سرو خرامان ہی دوسرا

غمخوار دم وپس اب ترے بیمار کے ہین یون
تسکین ایک دے تو ہراسان ہی دوسرا

جرأت غزل پڑھ اور اک ایسی کہ سب کہین
کب اس طرح کا کوئی غزلخوان ہی دوسرا

یان اوس گلی سا کب کوئی بستان ہی دوسرا
ہان کچھ جو ہی تو روضۂ رضوان ہی دوسرا

ہر دم یہ دو صدو ہین سپر جانِ ناتوان
اک دردِ عشق ہی غمِ پنہان ہی دوسرا

ہی طرفہ جان و دل کا دم اضطراب حال
روکین جو ایک کو تو گریزان ہی دوسرا

آئینہ جب وہ دیکھے تو کہتی ہین جیو نین
سچ ہی کہ ہمسا کب کوئی انسان ہی دوسرا

وہ رو سکے اوٹھ چلا تو اوسے کیونکر دیکھیے
اک دست ہی بدل جگر بریان ہی دوسرا

اوس گھر کے در پہ جب ہوئے ہم خاک تب کھلا
دروازہ آنے جانے کو اور یان ہی دوسرا

کیا دل جگر کی اوسکی گلی مین کہین خبر
اک مر گیا اک آن کا مہمان ہی دوسرا

ٹک سنیو زمزمے مرے لگے کہ باغ مین
کب اس طرح کا مرغ خوش الحان ہی دوسرا

ق

ہی طرفہ قسمت اپنی کہ جس جا ہوا ایک دوست
وان دیکھیے تو جان کا خواہان ہی دوسرا

یعنی نشست ٹھہری کل اوس پہ تھی سوا ہے
دیکھا جو آج جا کے تو دربان ہی دوسرا

نہ ہیں ہمارے لئے یہ لائق تمہارے کب
ایسا مکان یکشور دوران ہی دوسرا

یکتا ہی دو جہان مین جرأت علی کا نام
ایسا نہ کوئی یان نہ کوئی وان ہی دوسرا

پیام جلد صبا وصل یار کا پہنچا
کہ دم نہ تھون لب اس بیقرار کا پہنچا

تری ہی نرم کلائی ہی کسکی ای مہرو
مین گلرخون مین نہ دیکھا ہزار کا پہنچا

تب آیا گھر سے تو اے یار تا بہ گشتہ یاس
کہ وقت جب ترے امیدوار کا پہونچا

شب جو ہمیں غفلت کی مے سے مست سوتے تھے
تو صبح پیری میں صندل سنگار کا پہونچا

جہان ہے یارہ خبر کس سے پوچھیے اے وائے
نہ قافلہ کوئی یان اوس دیار کا پہونچا

بہ لطف نزع سے کیا مخلصی ہے مجکو
سخن جو کان تلک اوسکے پیار کا پہونچا

رکھا جو تونے قدم تیرے یار از رہ لطف
دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا

سے تہے قفس ہی میں ہم اور چمن میں پھر بھی
ہزار مرتبہ موسم بہار کا پہونچا

۷ ہزار حیف کہ جرأت کو مرتے مر بھی
پیام وصل نہ اوس گلعذار کا پہونچا

حیران نہو کیوں دیکھ اوسے چاہنے والا
تصویر ہی وہ سلمہ اللہ تعالے

ہو غرق بزیور سے ہو دیکھو آئینہ کیوں چپ
کچھ کہنے لگا کان میں کیا کان کا بالا

عیاری تو دیکھو کہ مجھے روتے جو دیکھا
اک قصہ پر درد وہیں اوسنے نکالا

کافر وہ بلا زلف سیہ ہے تری کافر
جا زیر زمین جسکے چھپا خوف سے کالا

آوارہ بالعت ہوے یون صبر و دل و دین
جون فوج شکستہ کا پریشان ہو رسالا

رومال جو شالی ہے بگرد رخ جانان
تو قدر نہ کچھ ہالہ و مہ کی رہی حالا

اوس بت سے یہ پوچھونگا دکھا سینہ پہ داغ
لالہ کی بہار ایسی کہیں دیکھی ہے لالا

گودی میں اوٹھا لگون تو یہ کہے کیا خوب
ثابت تو مری نقش قدم کو تو اوٹھا لا

میرا دل محزون ہے بنا درد کا تیلا
کس قالب اندوہ میں یارب اسے ڈھالا

ق
صورتکو تری دیکھکے ہوش شدہ حیران
نقشہ ہے کچھ اب اور مصور نے نکالا

تصویر تو کچھ سکتی نہیں اوس سے مگر آہ
کھینچے ہے فغان پردہ فغان نالہ پہ نالا

اور ایسی غزل کہہ کہ سخندان کہیں جرأت
ہر بیت میں مضمون یہ نیا تو نے نکالا

دے جام کہ ساقی کرین سیر گل و لالا
آخر کو تو ہوتا ہی ہے ہم آزادون کا پیالا

اک دم مین کرین کیون نہ وہ عالم تہ و بالا
مکھڑے کی یہ گرمی یہ قیامت قد و بالا

بیدردی قاتل کہون کیا جون گل بازی
کیا کیا دل صد چاک کو ہاتھون پہ اوچھالا

چھیڑا اسپنے نہ خاموش کو تو صورت طنبور
رگ رگ سے نکلنے ابھی لگ جاے گا نالا

اس آئینہ رخ پہ جو بالے کا پڑا عکس
بالے کا بھی عالم ہوا اب عالم سے دو بالا

کافر وہ جڑاو ترے ستے ہین وہ کافر
ہی جنکی ہمین کانین بالے سے بھی بالا

جلدی طلب بوسہ پہ ست کیجیے تو کہے وہ
ایسا اسے کیا سمجھے ہو تم منہ کا نوالا

سودا سر مجنون سے کسی جا نہ گیا آہ
تھا سر پہ فلک خیمہ لیلی ہی سا کالا

جز نشتر خار اپنا علاج اور نہین کچھ
پڑ پڑ کے مرے پانون کے ہی چھالا

نالان صف عشاقین کل دیکھنے مجھے وہ
کس تیکھی نگاہون سے ہلا یا کے بھالا

آغاز محبت مین نہ دے پند کہ ناصح
ٹھیس اوسکو لگتے نہین جو زخم ہوا آلا

ق

اللہ رے تری تفتہ جگر کی طپش دل
سینہ سے نکل کر جو گیا عرش کو نالا

یہ آگ لگا دے کہ نہین انجم افلاک
یہ داغ پہ ہی داغ یہ چھپا لے پہ ہی چھالا

جرات سے بھی عاشق نہین ہوتے کہ شب و روز
ہی محو بتان سلمہ اللہ تعالے

اپنے پہلو سے وہ جانی جو گیا پھر نہ پھرا
داغ دل دیکے نشانی جو گیا پھر نہ پھرا

فصل گل آئی گئی صحن چمن مین ہر سال
موسم باغ جوانی جو گیا پھر نہ پھرا

کس سے اب پوچھون خبر اپنے مین مکین دل کی
شکل دکھلا کے نہانی جو گیا پھر نہ پھرا

جا سے گریہ ہی مرا قصۂ فرقت کہ وہ شوخ
سن کے میرے دکھ کی کہانی جو گیا پھر نہ پھرا

پھنس گیا اب وہ کہین اور یہی ظاہر ہے کہ آہ
مجکو دے درد نہانی جو گیا پھر نہ پھرا

اور آنکھونکو نہ رو بیٹھے کیون جون یعقوب
ہاے وہ یوسف ثانی جو گیا پھر نہ پھرا

سچ سو بات سے گزرے ہیں کہ پیغام آہ — سے لیکے پیغام زبانی جو گیا پھر نہ پھرا
روتے روتے بس ہی عیاں نہیں مریگا آہ — وہ دمِ اشک فشانی جو گیا پھر نہ پھرا
واسطے دل کے دھڑکتا ہی کلیجہ ای وائے — کہ وہ بیرِ اخفقانی جو گیا پھر نہ پھرا
خاک جینا ہی اب اس جینے سے مرنا بہتر — جی کو اولجھا کے وہ جانی جو گیا پھر نہ پھرا
زہرِ غم کھیت سے کیوں نہ ہمیں ای ظالم — سچ کے پوشاک وہ دھانی جو گیا پھر نہ پھرا

سن غزل اوسکی یہ جرات نے کہا کھینچ فغان
ہائے دنیا سے فغانی جو گیا پھر نہ پھرا

مین جو دل کھو سکے گریبان نہوا تھا سو ہوا — سب یہ ظاہر غمِ پنہان نہوا تھا سو ہوا
اب وہ تصویر سی صورت نظر آتی ہی نہین — شکلِ آئینہ مین حیران نہوا تھا سو ہوا
دیکھکر اوس بتِ غارتگرِ دین کا جلوہ — گبر ہر ایک مسلمان نہوا تھا سو ہوا
ہر بنِ مو سے نکلنے لگے اب شعلۂ آہ — تن سراسرِ چراغان نہوا تھا سو ہوا
شکل وہ آئینہ ماہ مین دیکھی ہی جو آج — حسنِ مہتاب درخشندان نہوا تھا سو ہوا
رنگِ وحشت جو ہوا سیرِ چمن سے افزون — شکلِ گل چاک گریبان نہوا تھا سو ہوا
[illegible] نہیں اب درِ جانان پہ نشست — مین جو بستِ کشِ دربان نہوا تھا سو ہوا
یار اغیار ہوئے ہو گئے دشمن سب دوست — اب کہا الفت مین ہراسان نہوا تھا سو ہوا
گئے گلگشتِ چمن کو جو ترے دیوانے — اور کچھ رنگِ گلستان نہوا تھا سو ہوا
ق
بن بلائے گئے گھر غیر کے تم مین جو کہا — جو چلن آپ کا جانان نہوا تھا سو ہوا
تو ڈھٹائی سے وہ کیا آنکھ ملا کہنے لگے — کیا اجارہ ہی ترا ہان نہوا تھا سو ہوا

سنکے جرات کی غزل سب نے یہ منصف ہو کہا
آج کیا ایسا سخندان نہوا تھا سو ہوا

درد و آتش کی طرح ہائے نہ ٹل جاونگا — شمع سان محفلِ جانان ہی مین جل جاونگا

دو سے بھی وے دیکھو تو وہ چتونوں میں کہے — آنکھیں تلوون تلے گر ابھی مل جاؤن گا

دل مضطر یہ سکے ہے وہین لیچل ورنہ — توڑ چھاتی سکے کواڑ ونکو نکل جاؤن گا

واسطے اوٹھتا ہون تو کہتا ہے یہ پائے رفتار — جب زمین پر تو رکھیگا مین پھسل جاؤن گا

مین ہون خورشید سر کوہ یقین ہے کہ وہ ماہ — آئیگا بام تلک جبکہ مین ڈھل جاؤن گا

آج بھی کوئی نہ لیجائیگا وان مجھکو تو بس — کل نہین ہے سنے مجھے مین جی ہی کل جاؤنگا

بسکہ احسن بتان کا ہی سبب ہے کلام — وہ چھلاوا ہون کہ تم سبکو مین چھل جاؤن گا

آگے بر سو تمین وہ مجھ پاس یہ شب کہنے لگا — یہان ٹھہرنے مین سبب ہے مین خلل جاؤنگا

تیغ قاتل کا سکے ہے کہ دوائی نبد و — موم کی طرح سے تم سنگ مین جل جاؤنگا

ق

گو مزاج اوسکا یہ بدلا کہ کہے ہے مجھے یون — دیکھو تم سے آئے تو مین گھر سے نکل جاؤنگا

پہ رہا جائیگا کب ہے مری حالت تغییر — یون نہ جاؤن گا تو مین بھیس بدل جاؤنگا

جرأت اشعار جنون خیز کہا اب اور کہ مین
لیکے یہ تربت سودا پہ غزل جاؤنگا

گو ہون وحشی پہ ترے سے در نہ ٹل جاؤنگا — ہان مگر دشت عدم ہی کو نکل جاؤنگا

طائر نامہ بر اپنا ہی کہتا ہے کہ آہ — رقم شوق کی گرمی سے مین جل جاؤنگا

جلد ای کاش کہے اوس سے یہ جوبن اوسکا — پھر ہو کس کام کے تم جبکہ مین ڈھل جاؤنگا

جی کہین تو نہ پھنسا ورنہ ترے دام سے مین — آب غربال کے مانند نکل جاؤنگا

آج گو اوسنے بر رسوائی نکالا مجھکو — گریہی دل ہے تو پھر آپ سے کل جاؤنگا

مشورہ کر کے یہ دل کوچہ جانان کو چلا — عزم تو آئیگا کچھ مین مچل جاؤن گا

تو گرفتار محبت ہون مری ضعف سے تم — اتنا گھبراؤ نہ پیارے مین سنبھل جاؤن گا

وصل قسمت مین نہین جب صبر سا موش یہ بات — تجھپہ دیکھون کا برا وقت تو ٹل جاؤن گا

جلد خواہی بدل ورنہ کوئی کر کے طلسم — آکے دل اپنا ترے دل سے بدل جاؤنگا

جاتے جاتے کف افسوس ملا ہی حسرت مین ۔ اشک بھر لا کے دم نزع بھی مل جاؤنگا

جنکے نزدیک ہی انداز غزل میر پہ ختم
اونکو جرات مین سنانے یہ غزل جاؤنگا

شب وصل دیکھی جو خواب مین تو سحر کو سینہ فگار تھا ۔ یہی بس خیال تھا دمبدم کہ ابھی تو پاس وہ یار تھا
جو تھا و غیرت گلستان تو کرون اب سکا مین کیا بیان ۔ کہ الم جدائی کا ہزربان مگر ایک دل پہ ہزار تھا
شب ہجر کیسے کہون کیا الم نظر آئے صبح کو سبتے ہم ۔ کہ بجوش بارش ابر غم یہ بندھا سرشک کا تار تھا
تب غم سے تھا جو جلا ہوا مرے سینہ مین دل مبتلا ۔ سو ہوا وہ یون ہو ہوا کہ نہ شعلہ تھا نہ شرار تھا
گئے دست لطف سے تھے بہم گئے رنجکے سہتے ہوئے ہم ۔ شب وصل تھی وہ رو غم کبھی یون بھی لیل و نہار تھا
نہ جسے یاد اپنی لگا گئے اوسے صاف دل سے بھلا گئے ۔ تنک ادھر تو انکھ ملائیے یہی ہم سے قول و قرار تھا
شب ہجر اب سنائے ہی کہ خزان کی رنگ دکھائے ہی ۔ وہ عروج اب نظر کہان آئے ہی کہ جو رشک صبح بہار تھا
مجھے جوش نشہ غم نے چڑھا تو رہا کیا مین کھڑا کھڑا ۔ رہا غش مین صبح کو جو پڑا بس کہ مے کا یہ خمار تھا
ہوئی حیرت اجب وہ جو نہ پایا کرون او رو عبث مین کیا بیان ۔ رخ یار صبح کو مہرسان مگر آئینے سے دو چار تھا
سنا مجھے ایک عاشق خستہ کی ہمین قبر کل جو نظر پڑی ۔ نہ کسی سے کوئی لگائے جی کہ لکھا یہ لوح مزار تھا
دم قتل کوئی یہ بولا دکھا تو خجل ہو کیا خفا ہوا ۔ اسے تم نے ذبح عبث کیا یہ تمہارا شکر گزار تھا
کوئی ناو بحر مین تھی سو وان کبھی بیٹھے اس مین تھے ہو نشان ۔ ق کبھی اوس گروہ کے درمیان وہ نہ زہے بھی سوار تھا
تو بموج بحر تو ماہ سا لگے کہون اضطراب مین دل لگا کیا ۔ کبھی پار تھا کبھی وار تھا کبھی وار تھا کبھی پار تھا

غزل اور قافیہ بدل مین سناؤن یارون کو بر محل
ہوا مختصر نہ یک غزل کہ شگاف نہ یاد تھا

بعد آمد سو جو وہ آیا تو یہ حجاب عشق سے اٹھا ۔ کہ نہ اوس مین تھا جس پر تھا اوٹھانا کچھ محال تھا
رہا شب جسے ہمیشہ کوئی تو کہے یہ واقعہ کیا کوئی ۔ شب ہجر تھی کہ بلا کوئی جسے دیکھتے ہی محال تھا

رخ یار تا نہ پڑا نظر جو ہے ہم الم سے یہ نوحہ گر
کہ ہمارے رنج و ملال پر تو ملال کو بھی ملال تھا

کرے کون اوس سے برابری مہ و زہرہ شکوہ تھے مشتری
دم صبح دیکھ ستمگری رخ مہر ذرہ مثال تھا

شب وصل دیکھ کے خواب میں پڑا تھا سخت غلط میں
تھے ہزار سوچ جو ہیں عجب یہ اوسکا مجھے سوال تھا

مرے جوش اشک سے بہہ رہے ہو گل جہاں کی بحر و بر
نہ رہتی اب جو یہ چشم تر تو خدا نخواستہ کال تھا

جو نمود کرتی ہیں اس لیے گلے بیٹھنے وہ شتاب سے
تو یہ پوچھے کوئی جناب سے کہ یہ بھولے اتنے یہ گال تھا

ہوا میں بھی اجل کشتگاں تو عبث تو ہوا ہی سرگراں
کہ مرے گلے کی طرف میاں ترے آب تیغ کا ڈھال تھا

دیا کھا کے تو نے پان جو دل مبتلا ہوا سرخرو
اوسے سمجھا بیٹھے کا بوجھ وہ جو تمہارے منہ کا اوگال تھا

جو مریض تھا ترا جان بلب خبر اوسکی کچھ نہیں اب
مگر اتنا کہتے ہیں لوگ سب کہ بڑا یہ نیک خصال تھا

جو چمن سے دور قفس میں تھا تو میں اور اسیر ہوس ہوا
یہ جو ظلم اوسکی برس ہوا ہی قہر گلے بھی وبال تھا

نہیں چاہتا ہے یہ آسمان کہ ہم اور وہ ہوں بیک مکان ق
کہیں آگیا جو وہ شکوہ یہاں کہ بلانا جسکا محال تھا

تو یہ رنگ چنبر چرخ کا نظر آئے تھا مجھے برملا
کبھی تھا سیہ کبھی سبز تھا کبھی زرد تھا کبھی لال تھا

نہ کسی نے قدر کی جرأت آہ کہے شعر گرچہ عجب عجب
جو نہ ہوں گے ہم تو کہیں گے سب کہ بڑا ہی اہل کمال تھا

جو دل وحشت زدہ پھرتا تھا آوارا پڑا
کہتے ہیں جرم محبت پہ وہ گل مارا پڑا

سو نہ سمجھو تن سے یہ میرے نکلتا ہے دھواں
دل نہیں پہلو میں اک دہکے ہے انگارا پڑا

کچھ بجز مرگ اب ترے بیمار کا چارہ نہیں
بستر ہجراں پہ ہے جو بیجاں وہ بیچارا پڑا

جوں ہوائی چرخ تک گر آہ سوزاں اپنی جائے
سب کہیں ٹوٹ آسماں سے دیکھو کیا تارا پڑا

صرف گریہ رات ہی کو دل جگر تو نے کیے
دن ابھی رونے کو ہے اے چشم تر سارا پڑا

دور میں کیا اپنے کوئی نوبت عشرت بجائے
جبکہ خود گردوں ہوا کی دم سا نقارا پڑا

کرتے ہیں ہم یوں قمار عشق میں کھو کر بسا ملا
ہاتھ ملتا ہے جواری جوں کوئی ہارا پڑا

تھا جو طفلِ دل قضا آگئی اوسکی قضا [?]
سانس کا خالی بس اب جھولے ہی گہوارا پڑا

یوں کہا جھنجھلا کے اوسنے دیکھ ہر جا مجھکو ساتھ
یہ تو عاشق کیا ہی گویا پیچھے ہرکارا پڑا

ایکدن اوس مہ وش کی دیکھی ہی چشمک نے فی [?]
آج تک گردون پہ کانپے ہی ہر اک تارا پڑا

نزع مین بھی سامنا اوسکا نہین مجھکو نومین [?]
باندھ کے ہون ٹکٹکی کیون محوِ نظارا پڑا

جان بلب وعدے پہ جسکے بسترِ غم پر ہین ہم
ہمرہِ اغیار خوش پھرتا ہی وہ پیارا پڑا

جنگِ حسن و عشق مین کیا کہیے جرات حیف ہی
تھا جو دل نام اک جوان سو مفت مین مارا پڑا

آئے گر اوس رشکِ گل بن صحنِ گلشن زیرِ پا
ہر روش سمجھین کہ ہی یہ خاکِ گلخن زیرِ پا

دشت پیمائے جنون ہی وہ برہنہ پا ترا
خار کیا کیا لگتے ہین نشتر سے بن بن زیرِ پا

چین پا بر وہ ہو کے دیکھا مڑ کے کس انداز سے
آگیا سہوا جو میرے اوسکا دامن زیرِ پا

ہم اسیرون پر بھی کاش اوسکا پڑے سایہ کبھی
ہی جنہون کے سایۂ دیوارِ گلشن زیرِ پا

ہو تو ہم بوسیکو پیدا دو ہین دستِ آرزو
آئے گر معشوق کے عاشق کا مدفن زیرِ پا

پست ہمت ہی وہی کھینچے ہی جو دو آپ کو
سایۂ طائر ہو جون وقتِ پریدن زیرِ پا

لطفِ گلگشتِ چمن دیکھا نہ کچھ سنے نو خطان
سبزۂ نورستہ تھا مانندِ سوزن زیرِ پا

گل بمیدان شہسواری اوسنے جب اپنی دکھائی
گہہ بزیرِ ران تھا اور گاہ توسن زیرِ پا

دخل اوس گھر مین جو ہم جانیکا پاوین خیال کیا
ہو نگاہِ وہم کے جسکا نہ روزن زیرِ پا

سیر تھی کل جو دسہرے کی تو پھر کس کس روش
روندتا سبزہ پھرے تھا وہ گلشن زیرِ پا

دیکھیو شوخی اشارے سے بلایا ہم نے تو
از خود اک کانٹا چبھا بیٹھا وہ پرفن زیرِ پا

اس زمین کو کھود کر نقدِ سخن اور اب نکال
ہی زرِ معنی کا جرات تیرے معدن زیرِ پا

اب نہ ٹھہرے گی زمین اشتیق مین پر فن زیرِ پا [?]
تو دلِ مضطر کو لیجا وقتِ رفتن زیرِ پا

پہنچے تک باغ مین اوس بن جو تلووں نسے لگے
ڈھیر لگا روں کے تھے پھولونکے خرمن زیر پا

گل دلِ ماتم زدہ کے گور پر ٹھہرے جو ہم
متصل تھی اک صدائے شور و شیون زیر پا

ہو خنا دعوائے ہمسری سے گلشن مین ملا
کیا گل نرگس کو اوس پانکے نے تن تن زیر پا

پیرہن کا تیرے وحشی کے عجب نقشہ ہی واہ
ہی گریبان جائے دامن اور دامن زیر پا

جی ہی ہوتا ہی ہوا اب کود جاؤن کیونکہ ہائے
دھر سکے جون وزنِ صبا اوس گھر کا وزن زیر پا

وا ہے حسرت روزنِ در سے لگی اپنی نہ آنکھ
اور کرین زاغ و زغن دیوارِ گلشن زیر پا

کیا عجب فتار اوسکی دیکھکر گر فرش راہ
دیدہ و دل کو کرین ہر مرد و ہر زن زیر پا

شمع روشن سا وہ تربت پر نظر آنے لگے
جسکے تیرے دل جلے کا آئے مدفن زیر پا

آتشِ الفت ہمین سر تا قدم دیگی جلا
کیا عجب سینکنے لگے گر اپنا مسکن زیر پا

مرگئے پر بھی نہ جائے بلکہ افزون ہو یہ سوز
شمع سان گھل گھل کے تا پونہچے گردن زیر پا

گفتگو آیا ہین کر جب وہ جرأت عشوہ ساز
سب زرا دوستی بوسلے کہ دشمن زیر پا

لا کبھی تو جا کی ظالم اوسکا مدفن زیر پا
جو رکھا چاہیے تھا چھاتی وقت مردن سو زیر پا

ہون ضعیف ایسا کہ سمجھون بار صد فیلِ گران
آئے مورِ ناتوان گر میرا تن زیر پا

لاغری یان تک ہوئی ہیر دوانیکو کہ آہ
آگیا ہو گر کشادہ طوق گردن زیر پا

گل دلِ پر خون کے لئے اوس سے جو پوچھی خبر
غنچۂ گل کو لگا ملنے وہ پر فن زیر پا

کس ادا سے اُف کیا رکھ پاؤن آنکھو پر مری
یعنی یہ چبھتی نوک مژگان سے ہی سوزن زیر پا

کیا عجب گر سمجھے سے حسن کے چھوٹے قدم
لاسے گر تصویر قالین کو وہ بن ٹھن زیر پا

پڑ گئے اوسکے رگِ پا مین نزاکت سے خطوط
ٹک جو برگِ گل رکھا اوسنے بگلشن زیر پا

ق

قتل گہ مین ملے پابندِ محبت کے وہ شوخ
یون دبا ہاتھو نکو اب کاٹے ہی گردن زیر پا

جسطرح صیادِ بیرحم و جفا پیشہ کے ہاتھ
بازو سے طائر ہو وقتِ ذبح گردن زیر پا

پانوٗن جرأت کے پڑے پہ گر کفش حرم ہرمی
تب یہ کہنا لطف رکھتا ہی کہ دشمن زیر پا

جو ہوو آہ جگر اپنا تا زبان پوہنچا
قرین چرخ سخن تازہ آسمان پوہنچا

نہ کچھ حقیقت یعقوب پوچھو کنعان مین
بغیر یوسف مصری جو کاروان پوہنچا

برنگ طائر سیماب اوڑ گیا ایسا
کہ پھر نہ طائر دل تا بآشیان پوہنچا

گئے ترے جو زخود رفتہ شکل صرصر وہان
فنا کے دشت کو ہر نخل گلستان پوہنچا

اوٹھا جو کوسے بتان سے تو بہر خدا جانے
کہ مین چلا تھا کدھر بیخود اور کہان پوہنچا

کل آئی دلکو جو آئی تیری کلائی ہاتھ
خفا ہو مجھسے چھڑاتا ہی کیون یہان پہنچا

غریب اپنی جتاتا ہی اس لیے دل زار
کہ رحم کھا کوئی مسے تا بستان پوہنچا

نشست بام محبت جو چیت چڑھی ہی تری
دلا ہم تو کوئی پہلے نردبان پوہنچا

چھٹے نہ طائر دل شکل مرغ قبلہ نما
کہ تنزو بال سمیت اپنے آشیان پوہنچا

ق
کہا یہ مان مرا رشک سے مرون تا کی
کہ دم لبون پہ مرے ای قرار جان پوہنچا

رکھے ہی لذت بوسہ سے مجھکو گر محروم
تو اپنی تو بھی نہ ہونٹون تلک زبان پوہنچا

ق
یہ کیسو اوس بتا پیدرو سے برای خدا
سحر جو پیک صبا تجھسے جاکے وان پوہنچا

کہ نیم جان ہے جسے تم چھوڑ گئے تھے سر شام
وہ نصف شب کو خدا پاس نیم جان پوہنچا

غزل اک اور بھی کہ حسب حال ای جرأت
بیان تلک غم و اندوہ نے بیان پوہنچا

یہ دلکو صدمہ درد و غم نہان پوہنچا
کہ سب سے چھپکے خدا جانے وہ کہان پوہنچا

تھا مریض یہ خاموش گھر سے نکلا گل
کہ سب کے کان تک اک شور الامان پوہنچا

حباب پاسے آنکھون مین جان مرغ اسیر
چمن تلک اتو قفس اوسکا باغبان پوہنچا

بند ہوا سے گلی سے اوٹھا دیا ہی ترے
نصیب خرابی جو دوران تلک مین ناتوان پہنچا

جو آئی رنگ پہ ٹک صحبتِ گل و بلبل
تو دام لے وہیں صیاد ناگہاں پہونچا

برنگِ کاغذِ بادی ہوا ہے مرغِ دل آہ
بدستِ شوخِ ستمگر کشاں کشاں پہونچا

گر آزمانی ہے الفت تو جلد یاں دمِ تیغ
تم آن پہونچو کہ ہے وقتِ امتحان پہونچا

پیامِ عاشق و معشوق ہیں پیامِ وصال
کبھی یہ مژدۂ جان بخش پر نہ یاں پہونچا

برنگِ تازہ بیابان میں گل کھلے قاتل
تری جو زخم نصیبوں کا کاروان پہونچا

ق
ہوا پھری دمِ رخصت بہار کے اے وائے
کہ گلستاں کو عجب صدمۂ خزاں پہونچا

چمن سے بلبلِ بیکس کا تا بہ خارستان
ہزار ٹھوکریں کھاتا کل آشیاں پہونچا

ق
رہا فسانۂ غم اپنا دل کا دل ہی میں
حضور اوسکے نہ افسوس تا بیان پہونچا

کہانی کہنے ہمیں اوسنے جو کہا شب کو
کہ اپنے وقتِ معین پہ قصہ خوان پہونچا

سب اہلِ فرس تمنذکرینگے ای جرأت
جو ریختہ یہ تیرا تا باصفہان پہونچا

پر اژ گوہر سرشکِ چشم سے دامان تر پایا
تری دولت سے لب لعل نے عشق ہنسے خوب بہتا پایا

سکھا دی پردہ دارِ حسن نے یہ اوسکو خاموشی
کہیں قسمت سے ہمسایہ جو ہمنے اوسکے گھر پایا

جو از راہِ تلطف پاؤں وہ رشکِ ملک رکھے
تو پہونچے کر سے دل کا ہمارے عرش پہ پایا

اسیر ایسا تھا طفلِ شوخ نے پر دام کے ہاتھوں
کہ جب چھوٹا تو ثابت ایک بھی اپنا نہ پر پایا

نہوتا صبحِ محشر وہ بیان جو وصل کی شب کو
الم آمد سے تیری ہمنے ای وقتِ سحر پایا

بہا یا چشم پر خون سے ستایا جسقدر چاہا
غمِ فرقت نے جو دل کو بہت کم زور کر پایا

اگرچہ مہر و مہ کا حسن ہے مشہور عالم میں
پر اوسکے میں کفِ پا کو نہ اوشمس و قمر پایا

خجل ہو باغبان سے میں نہاں رشک نہ ہوا ہیا
نہ بیٹھا کوئی سایہ میں وہ کچھ تجھسے شجر پایا

چلا تھا خواہیں وہ غیرتِ گل مجھسے رخصت ہو
کھلی جو آنکھ تو وہ اشکو خون سے تر بتر پایا

بہت کچھ میری صورت دیکھ دیکھ اچھو وہ ہنستا کہ
بتا مجھکو کہ تو نے کچھ بڑا ای بیخبر پایا

یہ میری ہو گئی صورت کہ پہچانا نہیں جاتا | لگا کر دل کسی بیدرد سے دکھ اسقدر پایا
عجب کچھ مجمع عشاق میں ہوتی ہے کیفیت | کسیکو نعرہ زن دیکھا کسیکو نوحہ گر پایا

ترے دل پر یہ کیا صدمہ ہے کیوں روتا ہے تو جرأت
تجھے جب سے نہ پایا یار تب با چشم تر پایا

غزل مشاعرہ دوبارہ

ہے اشک گرم سے جوں چشم کان آتش و آب | موافقت یہ کہاں درمیان آتش و آب
جدھر کو ہیں تری عشاق محو گریہ و آہ | نظر پڑے ہے اودھر اک جہان آتش و آب
بزیر خاک سگئے ہم جو لے دل و دیدہ | ہوا ہے شہر خموشان مکان آتش و آب
جگر سے نکلیں ہیں نالے سرشک آنکھوں سے | چلا یہ مل کے کہاں کاروان آتش و آب
بیان برق ہے گہ گاہ شکل آب روان | سمند ناز کا ہے ہمعنان آتش و آب

کسے میں دوں لب جاناں سے نسبت ای جرأت
مگر ہے صورت صہبا بیان آتش و آب

بحر غم میں کوئی تا چند غمین جاوے ڈوب | رسم الفت ہے الٰہی یہ کہیں جاوے ڈوب
جبکہ ہوں طفل سرشک آہ ارسطو سے نادان | کیوں نہ یونان دل اپنے کی یہیں جاوے ڈوب
یہ کیا چرخ کو اس اشک کے طوفان نے تباہ | کہ یہ کشتی کوئی ساعت میں کہیں جاوے ڈوب
چاہ یوسف کی زلیخا کو تھی بیشک لیکن | اس تری چاہ میں یوسف سا حسین جاوے ڈوب
وقت گریہ ہے یہی وس کوچے میں میری ہے دعا | یا الٰہی یہیں یہ خاک نشین جاوے ڈوب
بخت دل کو جو مرے دیدہ تر میں دیکھے | آب میں لعل کا خجلت سے نگین جاوے ڈوب
جبکہ ہو گرم سخن بزم میں وہ غیرت حور | عرق شرم سے ہر ماہ جبین جاوے ڈوب
سجدہ اوس بت کافر کو جو دیکھے زاہد | تجھہ عشق میں صبر دل میں جاوے ڈوب

جرأت اک اور غزل دوسرے سولانی کی تو پڑھ
ہوش سے بیٹھا جو کوئی ترے قرین جاوے ڈوب

شرم کھاتا ہون کہیون کہ وہ زمین جاے ڈوب
کاش ای گریہ مری جان غم مین جاے ڈوب

بھر رہا ہی یہ مرا دل کہ پس از مرگ بھی مین
روؤن گر زیر زمین عرش برین جاے ڈوب

کل جو دریا کو نہانے گئے ہم اوسکے ہاتھ
یہی کہتا تھا وہ یارب یہ کہین جاے ڈوب

وسکے ہمراہ ہوئی جان بھی رونے سے تباہ
غرق ہو جبکہ مکان کیون نہ مکین جاے ڈوب

دل پہ نقش اوسکے ہو جب نہ مجھسے تبسم
پھر سیاہی مین نہ کیون نقش نگین جاے ڈوب

آہ و نالہ کو جو رخصت دون تو جلجاے فلک
گر کرون گریہ تو سب سے زمین جاے ڈوب

شرم سے عشق کے جرات کی یہ کچھ حالت ہی
جو ہین ذکر اوسکا کرے کوئی وہین جاے ڈوب

ہوگیا مجھسے وہ برہم آہ و زاری کے سبب
مجھ پہ جو گذرا سو میری بیقراری کے سبب

کیا کہون ایماہ تجھ بن شغل کیا اپنا ہی آہ
دن کٹے با تو نے شب اختر شماری کے سبب

مت خفا ہو ہم بھی آ نکلے جو محفل مین ترے
اختیار اپنا نہین بی اختیاری کے سبب

تلخ اب ہی ہم مونکو ایکدن کی زندگی
تنگ ہین یہان تک مری بیماری کے سبب

یون ہوا ہے وصل نے دل کو شگفتہ کردیا
غنچہ کھل جاتا ہی جیون باد بہاری کے سبب

روبرو تیرے بیان کیا کیجے ای آئینہ رو
جو ہمین حاصل ہوا ہی خاکساری کے سبب

کل جو اوسکے ہجر مین جیتا بچا ای ہمنشین
آج جا سکتا نہین مین شرمساری کے سبب

آتش فرقت سے جب مجکو جلایا شمع سان
ہوگیا سب جسم پانی اشکباری کے سبب

کیا کہون ای یار میرے سب روشن ہی یہ بات
جو ہوا مجھپر ستم سو تیری یاری کے سبب

ہو کسی دشمن کی بھی حالت نہ یہ ای تند خو
جو ہوا جرات پہ تیرے دوستداری کے سبب

جادو ہی نگہ چھب ہی غضب قہر ہی مکھڑا - اور قد ہی قیامت
غارتگر دین وہ بت کافر ہی سراپا - اللہ کی قدرت

اٹھ کیسی ہی رفتار مین گفتار کی کیا بات   ہر بات جگت ہی

اور رنگ رخِ یار ہی گویا کہ بھبوکا - پھر تس پہ ملاحت

ہین بال یہ بکھرے ہوئے مکھڑے پہ دھوان دھار   جون دود و شعلہ

حسن بتِ کافر ہی خدائی کا جھگڑا   ٹک دیکھیو صورت

ابرو فنِ خونریزی مین اوسکے ہین غضب طاق   شمشیر برہنہ

آنکھون کا یہ عالم ہی کہ آنکھون نے نہ دیکھا   فتان آہو ہی اشارت

کان ایسے کہ کانون نے سنی ایسی نہ اب تک   نہ آنکھون سے دیکھی

بالے کے تصور مین مجھے گھیرے ہی گویا   اک حلقۂ حیرت

بینی یہ خوش اسلوب کہ نتھنون کی پھڑک دیکھ   تڑپے ہی دو عالم

ہی اوسکو لب یار کے بوسے کی تمنا   ارمان ہی حسرت

دانتون کی صیقل کیا کہون موتی کی لڑی ہی   لب لعل کے ٹکڑے

مسّی ہی بلا تس پہ رکھے پان کا لاکھا   شوخی کی رنگت

دل خون کرے وہ دست حنا بستہ پھر اوسمین   سرنگی پہین ہاے

ہی وضع تو سادی سے یہ کیا کیا ہنین پیدا   شوخی و شرارت

اوس اوبھرے ہوے کا نکی کیا بات جسے دیکھ   سب ہاتھ ملین ہین

اور ہلے ہرے ہر باتمین گردن کا وہ ڈورا   ہو دام محبت

گلشن مین پھرے تک تو وہین آتش گل کے   گرمی سے عرق ائے

ہر گام پہ چلنے مین کمر کھائے ہی لچکا   اللہ رے نزاکت

ہین قہر سرین گول جو اور ہاے کہون کیا   زانو کی صفائی

فرق اسمین نہین فرق سے لے ایک سر پا   ہی طرفہ لطافت

ہی عشوہ و انداز و ادا ناز و کرشمہ اور گرمی و شوخی   ہر عضو پہ آنکھ لگے وہ کافر ہی گویا اک عجوبی صورت

بلبلے سے جو ہم لوگ ہیں گر کے گئے ہیں اس گھر کو تم لو
پھر بھی ہم جو کہیں تو پھر جھڑک کے کہتا ہیں دیکھو لعنت

جرات یہ غزل گرچہ کہی ایسی ہی تو نے ہی خوب سراپا
پر کہ سکے وہ اشعار کہ اب اسکو دو غزلہ ہو جس سے کہ وحشت

مجھ بیکسی میں پاس نہیں ہے کوئی جز جلوہ ہی اپنی وہ تربت
افسوس کہ کر کون بجز دست تمنا ہو کشتہ حسرت

جوں ہی میں نے کہا اوس سے دکھا مجھکو رخ اپنا بس اے [illegible]
تو کیا کہوں کس ناز سے جھنجھلا کے وہ بولا [illegible]

یہ آہ کی اوسکی کہ بس چھا گئی ایکبار آنکھوں پہ سفیدی
پیدا نہ گئی سل آیا نہ وہ دن وعدۂ فردا کا صبح قیامت

سو آہ محبت نہیں ہے تجھے ایدل تو پھر مجھے بتلا
کیوں چاک گریبان کیے اپنا ہی تو پھرتا ہے آنکھوں میں وحشت

سو بار زبان پہ مری کٹ گئی جو شمع اور پھر ہو پیدا
پر محفل قاتل میں یہ مر منہ سے نکلا کبھی حرف شکایت

اب گھر میں بلانے لگے آتے ہیں سو سوچ نہیں مجھکو
آواز دے تو در پہ مجھے آکے سلا جا از راہ مروت

آلودہ ہوا خون سے دامن قاتل بسمل ہو جو تڑپا
افسوس صد افسوس کہ یہ تو نے کیا کیا ہے ننگ محبت

جو وسوسۂ شوق سے ہو مضطر و بیتاب نکلا ہی پڑے دل
کہتا تھا کہ کیا ظلم ہے محبوب گر اسکا ہو صاحب عصمت

کیا خاک رہیں چین سے بیتابی کے ہاتھ بس ہے یہ کہا
ہم تو گئے جھکے نہ وا ہے وہ اپنا کیا کیجیے قسمت

جب اپنے نہیں رہتا ہی جو وہ صورت تصویر اور یہ خفقان مجھ
لگ جائے پھر اس سے کہیں دلکو مدھر کا ہی طبیعت [illegible]

دل دے کے عجب ہم تو مصیبت میں پھنسے ہیں اکیلے [illegible]
اس کے جانیکا مقدر ہے گھر اوسکے بہانا آ رہنے کی طاقت

یہ مجھکو بلاتا تھا وہ بلا آسے تھا مجھ پاس محبت کی تھی گرمی
اب اوسکو خدا جانے دیا کس نے یہ بہکا ایسی ہی نفرت

[illegible]
پیدا ہوئی بیرحمی سے [illegible] گر گئی حجت

آنا مرا سن کے یہ کہیں گھر سے چلا جا [illegible]
اور کوئی سفارش کرے میری تو کہوں کیا یہ کھینچ ندامت

گر خواب میں دیکھے مجھے تو چونک اٹھے اور پھر منہ سے [illegible]
آواز جو میری سنی تو وہ گھبرا کے جانے لگے [illegible]

افسوس کہ [illegible] دکھا یا نقشہ ہی وہ بدلا
لے جا مری خانہ تن سے تو نکل جا ہو جا کے فراغت

کس منہ سے کہوں [illegible]
ان ڈھیں ہم تو وہیں قسمت سے ملے جا [illegible] صحبت

دیکھا تو [illegible]
کچھ اور کیا قصد [illegible] تیری حسرت

بلبل سنے نکیونکہ قفس مین چمن کی بات — آواز تو وطن کو سنے گئے خوش وطن کی بات
ہی موسم بہار مین با صد زبان خموش — بلبل سنے کیا سنی ہی کسیکے دہن کی بات
سر سینچے راہ عشق مین پرونہ مڑ ئیے — پتھر کی سی لکیر ہی یہ کوہکن کی بات
مت پوچھ حال سے اپنے تو بیمار عشق کا — ہونے لگی اب اوسکی تو گور و کفن کی بات
عیش و طرب کا ذکر کرون کیا مین دوستو — مجھ غمزدہ سے پوچھیے رنج و محن کی بات
ناصح مین کیا کہون کہ ہوا کسطرح سے چاک — دست جنون سے پوچھ مرے پیرہن کی بات
تھا عاقل زمانہ یہ دیوانہ ہو گیا — جس شخص نے سنی مرے دیوانہ پن کی بات
یارو مین کیا کہون کہ جلا کس طرح پتنگ — پوچھو زبان شمع سے اوسکے لگن کی بات
شاید اوسیکا ذکر ہو ہر رہگذر مین مین — سنتا ہون گوش دل سے ہر اک مرد و زن کی بات

جرات خزان کے آتے چمن مین رہا نہ کچھ
اک رنگ ہی زبان پہ گل و یاسمن کی بات

ردیف شین

گر کہون کرتے ہو ہر اک سے ملاقات عبث — تو وہ کہتا ہی کہ تم کہتے ہو یہ بات عبث
تہا رے سنے مٹھے بین ہیں تو مسنو کہ ہر اک طوفان ہی — اپنی جھڑیان ہمین دکھلاتی ہی برسات عبث
دل ملا جنسے ہی آنکھین تو ملاؤ اوسنے — ہم سے کرتے ہو لگاوٹ کے اشارات عبث
تب مین جانون کہ مرے گھر مین بلاؤ اوسکو — شیخ جی ورنہ ہی یہ کشف و کرامات عبث

مجھ مین جرات ہی کہان مت انکی یہان
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث

ردیف جیم

سخت ہم پر غضب عشق ہی آج — یوم ہجران تب عشق ہی آج
کسکے چشم سے دریا ہی روان — یہ طلسم عجب عشق ہی آج
مژدہ اے مرگ کہ دل لیکے کل آہ — جان ہمسے طلب عشق ہی آج
مہر طالع بکسوف غم ہی — ہم عزان جو ذنب عشق ہی آج

نہ اوٹھے صبح قیامت کو جو وہ
مست بنت العنب عشق ہی آج

ہم اوسے دیکھتے ہین لیے رو بہ مین
صحبتِ منتخبِ عشق ہی آج

شن چھلکا جاے ہی جرات اپنا
دلمین یہ تاب و تبِ عشق ہی آج

یار کے پیش خرامِ ناز کیا توقیرِ موج
موج حیران دیکھکر رہ جاے جون تصویرِ موج

غرقِ بحرِ لاغری یا تنگ ہون مین دیوانہ آہ
بس ہی مشکل جس اسیر کو میری زنجیرِ موج

گر لبِ دریا مین یاد آئی موجِ حسنِ یار
کارِ تیغ اپنی وہین کرنے لگی شمشیرِ موج

سنے اثر یون اضطراب اپنا ہی بحرِ عشق مین
جون بہ دریا ہوے پیچ و تاب کی تاثیرِ موج

تھا مقدر ہی مین ہونا اپنے کشتی کا تباہ
نہ گناہ لطمۂ دریا ہی نہ تقصیرِ موج

کل لبِ دریا اس اٹکھیلی سے تھا وہ تیز رو
جون کج رو واکج ہو وہ تارِ بلا تاخیرِ موج

آستینِ یار پر چُنت یہ رکھتی ہی بہار
ہو غریقِ آبِ خجلت دیکھکر تحریرِ موج

خط سے اور اوس رخ کی خوبی ہی باین صورت عیان
مصحفِ دریا کے معنی کھولے جون تفسیرِ موج

ق
کھیلین مجکو لبِ دریا فراقِ یار مین
ہووے اب جس شخص کو مدِ نظر تحقیرِ موج

یعنی جب روتا ہون بحرِ اشکِ خون تب آے ہی
ہر طرف سے یہ صدا اللہ رے توقیرِ موج

جب بہی گلشن مین جرات یار بن مع نسیم
باد کش سے لگ گئے دل پر ہزارون تیرِ موج

کیا اوس بغیر بات کرین انجمن کے بیچ
جون غنچہ یان زبان ہی نہین ہی دہن کے بیچ

گلشن مین مجھ دوانیکو سے تو چلے ہین یا
ایسا نہو کچھ اور کھلے گل چمن کے بیچ

گلگشتِ باغ سے ہمین کیا کام ہی کہ آہ
ہر دم بہار تازہ ہی داغِ کہن کے بیچ

ہر لحظہ دور کو جھانکتا پھرتا ہون دیکھیو
ہشیار یان مری مرے دیوانہ پن کے بیچ

بعد از فنا تو مین ہو رکھیو کیجیو کوئی
اوسکی گلی کی خاک ہمارے کفن کے بیچ

دونون طرف سے گرچہ طبیعت کا ہی لگاؤ
جو کچھ نہ کہنے پائے کہ مجلس ہوئی تمام
لبریز شکوہ دل ہی ادہر اوسکے روبرو

صحبت ہوئی پر ایسی ہوا اک انجمن کے بیچ
وان جسکی جی جو رہگئی بات من کی من کے بیچ
گویا نہین زبان کو جنبش دہن کے بیچ

پر کیا کرین کہ مصرعہ سودا ہی حسب حال
ایسی کی ایک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

تضمین

چین وقت شام ہی بستر نی آرام صبح
آشب ہجر امین جلدی ہم نہ جب اوٹھنگے تو [illegible]
دہ کہان راتین جو میخواری تھی اوسکے ساتھ رات
چپکے سے اوٹھتے ہی جو وہ غیرت سے گھر گیا

گر یہی غم ہی تو کام آخر ہی اپنا شام صبح
تیرا آنا پھر ہمارے آئیگا کس کام صبح
پیتے ہین لبریز خون قہر ہم یک جام صبح
آنکھ اپنی لگ گئی کیون وقت ناز جام صبح

اسقدر مضطر فراق یار مین جرات نہو
وصل ہوتا ہی خدا کے فضل سے اب شام صبح

تضمین

پڑ گئے یون مری آہون سے جگر مین سوراخ
اپنے کوچہ مین سنا مجکو تو اپنے ہاتھون
تیرے دانتون کی ہی کب سلک گہر مین ہی صفا
کیا کہون دل کو کہ ایسا ہی بغل کا دشمن
دیکھ مت سوی فلک ورنہ پڑے تیر نگہ

تختہ چوب مین جون ڈالی ہین برمین سوراخ
بند کرتا ہی وہ جو جو کہ ہین در مین سوراخ
بس اسی غم سے ہی ہر ایک گہر مین سوراخ
جسکی ہین نیش زنی سے کئی بر مین سوراخ
ڈال دیوین گے ابھی شمس و قمر مین سوراخ

ایکدم ضبط کرون مین تو بہ شکل قندیل
جا بجا ہوویں پڑین سینہ و سر مین سوراخ

کیفی ہی چشم یار سفید و سیاہ سرخ
سرخ و سفید سنگ ہی یکسو اگر دہ لعل
باندہ مسی کی سے یار گلتے ہین کیا ہی عجب

جون ساغر نگار سفید و سیاہ سرخ
ملکر کرین بہار سفید و سیاہ سرخ
دندان آبدار سفید و سیاہ سرخ

خونِ جگر سے مین کیجے نامہ تر بتر
اس رنگ سے نہین کوئی اگرچہ رنگ
کاغذ مین غبار سفید و سیاہ و سرخ
دیکھین ہین مین ہزار سفید و سیاہ و سرخ

ردیف خاے معجمہ

جرأت برنگ لالہ کسیکے فراق مین
ہی جان داغدار سفید و سیاہ و سرخ

ردیف ذال معجمہ

زور آپکے تو ہاتھ لگا ہی حسین بند
گویا کمند ناز و ادا ہی حسین بند

زنجیر بند سلسلۂ یار ہی مگر
زرگر نے حسن کے یہ گڑھا ہی حسین بند

ہون جنبشین جسکے بھرے ہوے زیور مین
سینے وہ عشوہ گر تو بجا ہی حسین بند

اب دام ل کہو نہین ہے ایا کمند جان
حیران ہی عقل میری کہ کیا ہی حسین بند

پڑتی نہین ہی دام محبت مین مجکو کر
جرأت نظر وہ جسپے پڑا ہی حسین بند

جواب خط کا ہے آپنے کب لکھا کاغذ
مگر پیام یہ آیا کہ یان نہ تھا کاغذ

یہ ہوش اڑگئے پیغام کے آتے ہی
کہ اور بھیج دیا ہمنے خط کی جا کاغذ

دل شکستہ کا مین نے لکھا جو حال او
تو پڑھکے خستہ دیوار مین جڑا کاغذ

یہ ہم نے کس گل رخسار کے لکھے اوصاف
کہ اپنا تختۂ گلزار بنگیا کاغذ

خط اپنا کیونکہ پہونچتا اوسے کہو جرأت
لکھا جو سوز جگر کچھ تو جل گیا کاغذ

اشکِ چشم ایسے دمِ رخصت یار آے نظر
ابرِ گریان کا بندھا جیسے کہ تار آے نظر

رنگِ گلزارِ جہان گرچہ ہزار آئے نظر
چین پر تو لگو کہان تاکہ نہ یار آے نظر

اپنا جب کو تصور مین گذار آے نظر
جس طرف دیکھین اودھر صورت یار آے نظر

ہو نہین کس غیرت گلزار کا زخمی کہ مرے
ہر بن مو پہ گلِ زخم ہزار آے نظر

بن پڑے بیچارے کے غنار کھسے جو وہ دہن
جون قلم کیون نہ مرا سینہ فگار آے نظر

ہم سخن جس سے نہو سکیے پھر اوس شوخ سے آہ
اور کچھ بات کا کب دار و مدار آے نظر

ہو جہان غنچۂ لب کا بھی نہ یارا ای دلے
تشنہ کمان یہ کہ جو وان بوس و کنار آئے نظر

ہم وہ دل افروختہ وان جون شرر سنگ ہین آہ
نہ جہان پیک صبا کا بھی گذر آئے نظر

سربلندی جنہین دے وے جو چرخ نہ دے چین آہ چھین
کہ بگرد رخش سو خور لیل و نہار آئے نظر

جبکہ ہر روز کٹین وعدے یہ گھڑیان گنتے
کیون نہ پھر دن ہین اب روز شمار آئے نظر

اوسکی محرم یہ بھبوکا سی جو دیکھون چڑھیا
کیون نہ جون طائر سیماب قرار آئے نظر

ق

ہو بصد رنگ شگفتہ لب دریا و باغ
ہر روش جس مین کہ بس لطف ہزار آئے نظر

چار سو نغمہ سرائی مین ہون مرغان چمن
شاخ در شاخ عجائب گل و بار آئے نظر

موج دریا اودھر اٹھ کھیلی کی چالین جی کھلائے
اور ادودھر رقص کنان باد بہار آئے نظر

ہووے اطراف سے گھن گھور گھٹا گھر آئی
کوند بجلی کی ہوا اور پڑتی پھوہار آئے نظر

اک طرف مور منڈیرون پہ کرین کیا کیا شور
اک طرف ابر مین بگلون کی قطار آئے نظر

گردش جام ہو جون گردش چشمان بتان
ہاتھ مین مطرب سرخوش کے ستار آئے نظر

لب بلب سینہ بسینہ جسے جی چاہے وہ ہو
گلشن زیست کی تب ہمکو بہار آئے نظر

عاشقانہ غزل اب پڑھ کوئی جرات تہ دار
معنی تازہ بھی تا یارون کو یار آئے نظر

رخش بیتابی پہ ہم دوڑ ہین سوار آئے نظر
جاستے ہی جون در جانان پہ کہار آئے نظر

سال گذرے کہ تم ہمکو نہ یار آئے نظر
آگئے تو باد کے گھوڑے پہ سوار آئے نظر

یار بھی باغ مین لیجائین جو مجھ وحشی کو
اونپہ ثابت نہ خزان ہو نہ بہار آئے نظر

خاک ہو سکتے ہی کرے جبکہ فلک تند ہوا
خاک اوس کوچہ مین پھر اپنا غبار آئے نظر

تیرے بیکس کو بھی وان نزع کا عالم اب آہ
کہ فرشتے کا بھی جس جا نہ گذار آئے نظر

نے کہ تیر ہین کہ فرہاد مین آہن و سنگ
کیون نہ پتھر مین پھر اس غم سے شرار آئے نظر

اسنے توسن کو بھبوکا جو دکھادے پہ لگائے
آتش حسن کا اک طرفہ حصار آئے نظر

دیکھ کر نشہ مین لٹ اپنی وہ سمجھا اس شکل
کس ڈر سے پیچکو جیسے کہ مار آئے نظر

کشتۂ ناوکِ مژگان جو تہِ خاک مین رووین
کیون نہ پھر تودۂ طوفان مزار آئے نظر

جوشِ وحشت کا مرا تب ہی کہ جب دشت مین
صورتِ خار برہنہ تن زار آئے نظر

عوضِ پیرہن آبِ روان و شبنم
جابجا مو تن پہ ہر اک اشک کا تار آئے نظر

دل کو یون پھونک دیا آتشِ غم نے جرات
جل کے جون خاک سیہ کوئی دیار آئے نظر

ہم اوٹھین وان سے اور اوس کو نہ چھوڑے پتھر
شومئی قسمت ہو کیون ہم بھی نہ توڑے پتھر

کوہکن تو نے عبث کس کے لیے توڑے پتھر
کہیے مرد اوسکو جو پندار کے توڑے پتھر

سنگریزے نہین کہسار پہ الماس ہین نکال
یہ بسوزِ غمِ فرہاد دو دو ٹوٹے پتھر

آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
ساتھ گردش مین بھی پتھر کا نہ چھوڑے پتھر

یہ بھی بولا نہ وہ مجھ پر ستمِ طفلان دیکھ
پھینکتے کیون ہین دوانے پہ لنگوٹے پتھر

لعلِ معنی سکیے پیدا بزبانِ تیشہ
سنگلاخ ایسی زمین سے جو مین توڑ کے پتھر

انکھین پتھرا گئین جون سنگ سلیمانی آہ
نکلے آنسو تو یہ الفت نے نچوڑے پتھر

روز و شب کوہکنی ہو بہ صول تنخواہ
کھائین کیا خاک سوار اور جبین ٹھوکر لگے پتھر

بوسہ لعلِ لب اوس سے جو طلب کیجے تو بس
یون وہ ہونٹھون سے کہے لیجیے تھوڑے پتھر

جرات اب اور ہی کہہ مطلع رنگین جون لعل
فائدہ کیا جو یہ ہین تو نے یہ جوڑے پتھر

اشکِ گلرنگ سے نیرنگ نچوڑے پتھر
رشکِ صد لعل کیے سیکڑون روڑے پتھر

ابر ہیرونہ لگا سنگ جامد سے زیادہ
تیرے دیوانے نے کیا کھا کے بہ پیچ کرے پتھر

صحرا و دشت کو آتا ہے کرشمہ ہو جو فوج
بت سے جا آئین سوار اور ہو ہون ٹھوکر لگے پتھر

دلمین اوس بت کے ہوا کو نکا اثر خاک کہ نرم
موئے کب کھائے اگر کتنے ہی کوٹے پتھر

باروز تحمل ہو لازم مری اک تربت پر
شاید اگر وہ کہین دور سے پھوڑے پتھر

اب خطاب اوسنے دیا ہی مجھے پتھر پھوڑا
مین نے دشت مین کئی سر سے جو پھوڑے پتھر

جرات اب کیجے بنا ایک محل ریختہ اور
تا یہ سب جانین کہ خوب اسنے بھی جوڑے پتھر

ہم نے چھاتی پہ لگا گو کئی پھوڑے پتھر
وہ نہ پھوٹے جو کلیجے کے ہین پھوڑ کے پتھر

دل کا مل ڈالنا کیا گل کی طرح ای یارو
پنجۂ عشق جو چاہے تو مروڑے پتھر

بیستون مین نجھے شیرین کی جو دیکھے تصویر
تیری تصویر سے پھر آنکھ نہ موڑے پتھر

دھکدھکی اوسکے کلیجے سے لگی ہی ظالم
ہد مو چھاتی پہ رکھ دو مرے تھوڑے پتھر

نگہ یار ہو سینہ کے مرے کیونکہ نہ پار
یہ وہ ناوک ہی کہ بس چھیدتے ہی توڑے پتھر

سنگ بر سینہ ہون کہنا نہ کسیکا کر یار
چھوڑ بس چھوڑ پڑین تجھپہ نگوڑے پتھر

آنکھین پتھرا گئین میری دیکھ جنز لب بام
کیونکہ وہ سنگدل اوپر سے نچوڑے پتھر

اوٹھو اوس کوچے مین یہ حال ہی میرا جرات
ٹھوکرین کھاتے ہین جون باٹ کے روڑے پتھر

نظر پڑی ہی کب اس آب و رنگ پر تصویر
شب اپنی تھی جو بغل مین پلنگ پر تصویر

نیا یقین ہو کرتے ہین سنگدل محبوب
بنی ہی اسلیے شیرین کی سنگ پر تصویر

وہ جب کرے ہی تو حیران اوسکو تکتا ہو
کہ مستعد ہو کی کیونکر یہ جنگ پہ تصویر

سمجھ کے قطرۂ خون چشم کم سے مت دیکھو
یہ اسنے دل کی ہی باندھی خدنگ پر تصویر

سنا ہی تمکو ہوا شوق کا تہ بادی
کھچا سا اپنی وہ یار تنگ پہ تصویر

شبیہ ہی تبسم اوسکی کب ہو غنچہ
ہنسے ہی یار کی کارِ فرنگ پہ تصویر

نگاہ یار کے قابو مین ہی طائر دل
کھینچی ہو باز کی جیسے کلنگ پہ تصویر

ہزار کھینچے مصور شبیہ اوسکی ٹھیک ۔ یہ ہو نہ تو دیکھو جو ہو اوس رنگ پر تصویر
تری مرقع عالم مین ہی وہ یکتا شکل ۔ کہ ایک دیکھی نہ اس رنگ و ڈھنگ پر تصویر
گلے پہ رکھا ہی سودا یہی کہ مجنون کی ۔ پہ کبھی ہو ناقہ لیلے کے رنگ پر تصویر
یہ حسن حق نے دیا ہو تو کیون نہو حیران ۔ ہر ایک اوس بت گلرو کی رنگ پر تصویر

خیال کش ہی وہ جرات مرا مصور فکر
سخن کی کھینچے ہی سو سو ترنگ پر تصویر

ردیف زای معجمہ

کر سکے پانون بھلا کیونکہ وہ رنجور دراز ۔ جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
صبح محشر کو ہو اوسکی سحر ہونے تو ہو ۔ ہی یہ فرقت کی قیامت شب دیجور دراز
کیون نہ سو جان سے ہم اوس شک پری پر ہون نثار ۔ دیکھکر جسکو ہو دست ہوس حور دراز
دم مین سو بار جو مضطر کہین جاتا تھا ہاے ۔ اب کیے پانون پڑا ہی طرف گور دراز
کیون فلک وصل کے دن کو تو وہ کوتاہی ہے ۔ اور شب تیرہ ہجران ہو یہ نے نور دراز
بند ہو گیا ہی یہ خدا جانے تصور سے کیا ۔ ہاتھ کرتا ہی جو بستر پہ یہ رنجور دراز
پر چھیان جنکے تصور مین کلیجے کے ہون پار ۔ تیرے مژگان ہین وہ کا فرتب مغرور دراز
زندگی مین تو دل آرام سے بیٹھا نہ مگر ۔ چین سے اب ہی تہ خاک وہ مغفور دراز
کیونکہ عاقل تمھین ای ناصح مشفق سمجھیں ۔ سارے عالم مین ہی قد آپ کا مشہور دراز
کیا شب وصل کہو نہین قلق دل پیارے ۔ تمکو بستر پہ جو ہونا نہین منظور دراز

ملے جرات سے اگر پاس ہی بدنامی کا
نہین تو بات پہنچ جاوے گی یہ دور دراز

ردیف سین مہملہ

غم تنہائی کو جو بیٹھون کسی غمخوار کے پاس ۔ بیقراری یہی کہتی ہی کہ چل یار کے پاس
منہ نہ کھلواؤ مرا چپکے رہو جانے دو ۔ آپ چھپ چھپ کے نہین جاتے ہین اغیار کے پاس
ہمنشین ہم مین ہون دل زار کو لیجا ظالم ۔ آہ بیمار کو رکھتے نہین بیمار کے پاس

دور کی بات سے گئے لوگ سمجھانے اوسکو — اب جو گھر ہو تو خانہ دلدار کے پاس

ہم اسیران محبت کو چمن سے پھر کب
جانے پاوین نہ جب اپنے گل بیمار کے پاس

اب نکال اپنی تو ای گردش افلاک ہوس — ہو سکے جب خاک تو پھر نکلے کی کیا خاک ہوس
حق تو یہ ہے کہ میان تیری قدمبوسی کی — خاک ہو جاسے پہ رکھتی ہے مری خاک ہوس

ملیے خوبان سے نہ جرات کہ ہے ارشاد حضور
عشق کی کرتے نہین صاحب اور اک ہوس

ردیف شین معجمہ

سرشک و سوز جگر سے ہی دل سے گئے آب و گئے آتش — طلائے زرگر ہو جیسے داخل گئے آب و گئے آتش
تو وہ پرجوش ہے جسکی خاطر ہزاروں لکھ لکھکے نقش سجے — بہاتے ہین او جلاتے عامل گئے آب و گئے آتش
نہ دیکھون گر وہ رخ عرقناک تو یہ ہو حشر صورت کہ جیسے گولی — کسے ہے گر نہ کا قصد جاہل گئے آب و گئے آتش
زبسکہ گریان ہون سوز غمسی تو صورت ماہی و سمندر — براہ الفت ہے اپنی منزل گئے آب و گئے آتش
سمجھکر اک کھیل کیا غضب ہے ہمارا شکوہ بعد مرن — سفر کرتا ہے اب وہ قاتل گئے آب و گئے آتش
کرین ہین کتنے یہ سنت نادرہ کتنے ہی جو ہین ہین آب دریا — ترا ہی جلوہ ہے شمع محفل گئے آب و گئے آتش
بشیشہ یہ دخت رز بھی گوہر کی عجب طلسماتی پری ہے — مثال عیسے ہین جس کو عاقل گئے آب و گئے آتش
ادھر ہین ہین کیا خوف آب و آتش جو وقت رہا دین سکی رو — کہ باد چلتی ہے کیسی ہمل گئے آب و گئے آتش

غزل دیگر گریہ و فغان کا ایک اور ہے جاہیے کہ جرات
ردیف اوسکی بھی ہو وہ مشکل گئے آب و گئے آتش

سپرد وہ کرم سا نہ ہو دل گئے آب و گئے آتش — کہ غفلت سازنیکے جیسے ہو گل گئے آب و گئے آتش
کسیکی وہ موج حسن کر یاد اور وہ رنگ رو محبوبہ کا — سمجھے ہین اپنے تیغ ہم تو بسمل گئے آب و گئے آتش
بشکل باران بسقہ ہے لحظہ گریہ آہ کی بدولت — سے ہے مشغول نیز لایل گئے آب و گئے آتش
گذار صبح بحشم گریان جو آہ سے جلوون ہے نکلا — جو یار ہیگا وہان اب اہل محفل سے آب و گئے آتش

جلائے صحرا بہائے دریا پھرے دوانے اسی پہ ہر سو
مسافروں کی ہی ہاتھو منزل گئے ہیں آب گئے و آتش

بسوزش عشق جانگدازاں آہ آب ہو ہی یہ رنگ دل کا
کہ جون گل شمع ہو گئے شاغل گئے آب گئے بہ آتش

خیال میں اُس کے گھر سے ہیں وان لعل لب کے پھو گئے شب
تو خواب میں ہم سے ہو کے مقابل سے گئے آب بُجھ گئے آتش

یہ کچھ ہی لیے سواد الفت کہ ہیزم خشک جیسے **جرأت**
برائے انگشت ہو وے داخل سے گئے آب بُ گئے آتش

ردیف غین معجمہ

آجائے گر چمن میں وہ رونق فزائے باغ
رشک سے زمین پہ پھر نہ پھولا سمائے باغ

بلبل سے کیے کیونکہ جدا ہمکو کرے باغ
اڑتے پھریں ہیں اب خس و خاشاک جائے باغ

بیوجہ یار تختۂ لالہ کو مت سمجھ
دیکھے تجھے تو سینہ پہ گل کیون لگائے باغ

اے گلرتی ہی گل نے بھلا جانا نہیں کہان
بلبل کا جی کہیں بھی لگے ہو سوائے باغ

ردیف ف

بدگمانی سے نہ لیجا تو گمان اور طرف
کہ سوا آپ کے اپنا نہیں دھیان اور طرف

یان تلک ہم میں تنک ہے ہیں اُسکو مشتاق
کہ وہ منہ پھیر کے بیٹھے ہیں نہان اور طرف

وہ گیا کسطرف اور ہم ہیں نہ سے جسکے یار
دل کسی اور طرف جائے ہی جان اور طرف

ہدف ناوک غم ہوتے ہیں ہم صید زبون
جبکہ جاتا ہی وہ لے تیر و کمان اور طرف

مت کہو شب کو پھر آئے ترے گھر تک جا کر
آپ کے نقش قدم کا ہی نشان اور طرف

شب مرے نالون سے ہمسایہ بھی ہوتے ہین تنگ
کر سحر ڈھونڈتے پھرتے ہین مکان اور طرف

گر سنون بات کسیکی تو دکھا مت آنکھین
دل تجھی مین ہی میان گرچہ ہین کان اور طرف

میری جانب کو جو آ نکلے ہی وہ شاہ سوار
تو وہین پھیرے ہی توسن کی عنان اور طرف

رات یہ کس کے ملال سے لب اپنا کیا آہ
ہو نہ تجھ پر سے نہین ہر گئی یہ زبان اور طرف

اب وہ مغرور ہوا مجکو طرفدار سمجھ
ہم نہ کہتے تھے کرو غیر کی جان اور طرف

گر سنو بات **جرأت** تری تو رکھیو معاف
کیا کرون نہین کچھ ٹلتا ہی دھیان اور طرف

ردیف قاف

قیس اور فرہاد ہی تو ہائے تھے بیمارِ عشق — پر الٰہی مجھکو یہ کیسا لگا آزارِ عشق
شوق گل بلبل کو دیتا ہے وہ کاتم کو غم — ہے یہی روزِ ازل سے اے عزیزو کارِ عشق
سرد مہری گرچہ ہے ایام کی پر آج کل — آہ و نالہ سے ہمارے گرم ہے بازارِ عشق
تن سے میرے سر اوتر جائے تو ہو جاوے سبک — اب اوٹھا سکتا نہین مین اپنے تن پر بارِ عشق
چشم تر تیری کہے دیتی ہین تیرا دردِ دل — کیا ہوا منہ سے جو تو کرتا نہین اقرارِ عشق

ہم سے کیا حاصل چھپانا ہم بھی ہین آفت زدے
کیون نہین کرتا ہے جرأت ہمسے تو اظہارِ عشق

ردیف کاف تازی

ہو سکے جد صنم آتے ہین نظر لاکھون ایک — اب پریشانی رکھین کیون نہ بشر لاکھون ایک
زلف و رخ کا ترے عالم نے جو عالم دیکھا — حق سے مانگے ہین دعا شام و سحر لاکھون ایک
گر تہِ خاک نہین جاے رفاقت تو بھلا — ہو کیون زیر زمین رکھتے ہین گھر لاکھون ایک
گرچہ ہے صورت انسا مین فرق صوری — نخل وحدت کے مگر ہین یہ ثمر لاکھون ایک
شیشۂ دل کے وہ لاکھون کئے ٹکڑے تو بھی — لاکھون جا جلوہ نما ہو وہی پر لاکھون ایک
روز و شب گرچہ کیا کرتے ہین لاکھون نالے — دلمین کرتے نہین پر اوسکے اثر لاکھون ایک
وہ صدف چشم ہے اپنی بھی پر از خون و سرشک — رنگ جسمین کہ رکھین لعل و گہر لاکھون ایک
مذہب بزمِ ولی لطفِ رفاقت کی دلیل — یعنی دین ہین جو بالش مین ہوین پر لاکھون ایک

کہہ غزل اور کچھ چھوڑ کہ اسمین جرأت
فرد تا کہ نہ سکین اہلِ ہنر لاکھون ایک

جانتے ہین تجھے اے رشکِ قمر لاکھون ایک — کیون سب اختر نہون کر تجکو نظر لاکھون ایک
کوے بیدرد وہ جا ہے کہ نہین پاے ہے آہ — قطرۂ آب جہان تشنہ جگر لاکھون ایک
واہ کیا ملک عدم کا بھی ہے رستہ سیدھا — راہ لیتے ہین بہنگام سفر لاکھون ایک
لشکرِ حسن سے جان پہ ہوا نازل جان کیونکر — ناموافق یہ اودھر اور ادھر لاکھون ایک

ہی ہم وحدت کثرت سے وہ ذاتِ احدی
اوس سوا اب کوئی ہو سکتے ہین لاکھون ایک

آہ کیا جانے وہ تھا کون ستمگر صیاد
کل اوڑاتا تھا کھڑا باغ مین پر لاکھون ایک

مین بھی جرات ہون کسو کی کوچے سے تکتا ہون سرے
گو مرے قتل پہ باندھے ہین کمر لاکھون ایک

چشم و دل یون طپشِ داغ نے کر ڈالے خشک
تابِ خورشید سے ہوجاتے ہین جون نالے خشک

اشک ساون کی سی جھڑیان وہ لگاتے ہین کہ آہ
اپنے ہمسایہ کے ہوتے نہین پرنالے خشک

ابرِ تر کا وہ کرین رنگ جو چاہین آہین
روئی کے جیسے اوڑا دیوے ہوا کالے خشک

کیفیِ عشق ہون کیونکر نہ رکھون چشمِ تر آہ
ساغرِ مے کو کوئی رکھتے ہین اتنو سالے خشک

لڑکے اوس تیغِ نگہ سے نہون کیون بہ خون چشم
آہ گھایل کے کوئی ہوتے ہین زخم آلے خشک

فیض کیا اس خمِ گردون سے ہو ہم مستونکو
دور مین جسکے مہ و مہر کے ہون پیالے خشک

پھک گیا یون تنِ زار آہ شرر باری سے
پھوس جیسے کہ جلا دیتے ہین پرکالے خشک

تر نوالے کی تمنا مین نہ تر دامن ہو
گر قناعت ہی تو تو نانِ جوین کھالے خشک

دشت پر خار مین ہی آمد و رفت اوسکی مدام
تیرے دیوانے کے ہون تلوون کے کیا چھالے خشک

ق
جوشِ گریۂ خونین سے اگر یہ ظالم
تن بدن سب تیرے عشاق کے کر ڈالے خشک

صحنِ خانہ کوئی پھر آگے جو اونکا دیکھے
جابجا لوہو کے ہوتے ہی نہین تھالے خشک

گلشنِ دہر مین ہم ہین وہ شجر اے جرات
عین موسم مین ہون جس نخل کے سب ڈالے خشک

سخت گھبرائے ہی اب اسکی ملاقات سے دل
اوٹھ گیا یار کے اوٹھ جانے ہی سب بات سے دل

کس خرابی سے ہوئی صبح نہ پوچھو یارو
کیا کہون ہائے کہ کٹنے مین نہین رات سے دل

کبھی روتا کبھی بکتا کبھی تکتا پھر دن
کیون نہ پھر اوسکا رکے اس مرے حالات سے دل

عمل حسن پرستی مین ہی کیسا مصروف
ابھی واقف جو نہین اوسکی مکافات سے دل

داغ حسرت کے سوا اوسنے دیا کچھ نہ ہمین
آہ خوش ہنسکے ہوا جسکی مدارات سے دل

دیکھنا ہمکو تو پھر آنکھ ملانا سب سے
دھڑکے کیونکر نہ مرا ایسے اشارات سے دل

اک نظر دیکھین اوسے شیخ جی صاحب تو کہون
اب بھلا پھیر تو لو کشف و کرامات سے دل

بولون گر اوس سے تو جھنجلا کے کہے ہی جرات
تو نکر بات کہ رکتا ہی تری بات سے دل

آج تک سنتے ہی بس ہم تو ہے نام وصال
کیسے ہوتے ہین بتا دے کوئی ایام وصال

بھر نظر اوسکو جو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین
گوش گر ہون جو سنا ہو کبھی پیغام وصال

منقلب گرچہ زمانہ ہوا ہر وقت سے لے
نہوئی صبح فراق اپنی کبھی شام وصال

آہ اس میکدۂ دہر مین آخر اپنا
جام معمور ہوا پر نہ ملا جام وصال

گرچہ ہر رات کمند آہ کے پھینکا کیے پر
دست کوتہ نہ لگا تا بہ لب بام وصال

قفس ہجر مین صیاد ازل نے سونپا
روز اول سے ہی قسمت مین جو تھا دام وصال

جل کے آغاز شب وصل ہی مین ہوگئے خاک
شکل پروانہ ہوا اپنا یہ انجام وصال

جز غم و درد فراق آہ نہ دیکھا جرات
ہم نے دنیا مین کبھی راحت و ایام وصال

ہمیشہ یار محبت سے دق آسا غم کے مارے ہم
کبھی ہین اس کنارے اور کبھی ہین اس کنارے ہم

عرق آلودہ جو رخسار یار آنکھون کے آگے ہے
تو حیرت ہی کہ بس انکو گنا کرتے ہین تارے ہم

تماشا ہی کہ تم تو ہو ہمارے خانۂ دل مین
اور آسکتے نہین پیارے ذرا در تک تمھارے ہم

مری وحشت سے دل ہی دل مین یون رک کر وہ کہتے ہین
الٰہی لگ گئے کیون آہ دیوانے کو پیارے ہم

سبھی چلے جاتے ہین ہمسفر جو ڈھونڈتے کوئے جاناں کو
تو پھر مڑ کر کسیکے دیکھتے ہین کب پکارے ہم

اوجاڑا باغ کو کیون فصل گل مین باغبان تو نے
پڑے سے تھے کنج گلشن مین کسی نیلے پر بچارے ہم

نہ کیجے غیر سے آنکھون مین لو ہم تو ہو خصمت
نہین نادان ایسے سب سمجھتے ہین اشارے ہم

پیونچے ہم

جو منصب وانکے ذکر کا کبھی تھا آئے تو پھر کیا کیا / کھڑے ہوں دست بستہ دور سے یارین انتظار ہم

فراقِ یار مین کیا آنا جانا سانس کا کہیے / کلیجہ پر سدا کھینچا کیا کرتے ہین آرے ہم

یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے / یونہین مر جائینگے یکمنہ زرتپ بیکے مارے ہم

جنون خیز اور بھی پڑھیے غزل کوئی میان **جرأت**
کہ ہو مشتاق سننے شعر آئے ہین تمہارے ہم

تصور باندھتے ہین اوسکا جب وحشت کے مارے ہم / کیا کرتے ہین آپ ہی آپ کیا کیا کچھ اشارے ہم

کبھی ہی یعنی دلِ مضطر سے اوس بن جانِ غم دیدہ / چلو تم رفتہ رفتہ آتے ہین پیچھے تمہارے ہم

کبھی بارا وسنے دیکھا آج چشمِ قہر سے ہمکو / سزاوارِ عقوبت تو ہوئے ای بخت بارے ہم

نہ مانی دل نے اپنی اور نہ ہمنے بات ناصح کی / ہمین کہہ کہہ کے ہارا وہ اوسے کہہ کہکے ہارے ہم

وہ جب آئینہ دیکھے ہی تو کیا کیا مسکراتا ہے / سمجھکر یہ کہ ہین یعنی قیامت پیارے پیارے ہم

کسی مہوش کے غم نے کر دیا ناطاقت ایسا ہی / کہ چھٹتے دیکھتے ہین اکثر آنکھوں تلے تارے ہم

اوٹھا کر آنکھ تو تم دیکھ لو یان کون دیکھے ہی / ذرا قربان ہونیکو ہمین صدقے تمہارے ہم

ملا لطفِ سخن کیا خاک ہمکو اوسکی محفل مین / کہ چپ بیٹھے رہے جون نقشِ دیوار اک کنارے ہم

کرین کیا آہ اور کس سے کہین ہم اپنی بیچینی / کہین چین اب نہ تیرے ہاتھوں سے پاتے ہین پیارے ہم

قرار اک جا نظر آتا نہین ہی بیقراری سے / گلِ بازی کی صورت پھرتے ہین بس مارے مارے ہم

ہمین کیا خطرۂ جان ہے کہ ہین ہم نام کو **جرأت**
نہون پھر کیونکہ میدانِ محبت مین اوتارے ہم

ہے یہ مشکل جو ملین اوس بتِ مغرور سے ہم / دوسرے سیر تو دیکھ آئے ہین نزدیک سے دور سے ہم

دل مرا آنکے یون نوکِ مژہ پر بولا / ہے تو یہ بات کہ کچھ کم نہین منصور سے ہم

دلِ صد رخنہ لیکے ہین چلا وہ تجلی بطلب / چاہتے ہین یہ مثیلِ خانۂ زنبور سے ہم

جانِ ایمان و دل و صبر گنوایا ہمنے / ہی چلا بیٹھے ذرون عشق مین مقدور سے ہم

نہیں معلوم کہ کیا دل پہ غضب ٹوٹ پڑا
تو اگر ہووے نہ جنت میں تو کیا یہ حسن

یکبیک ہو گئے اس طرح جو مجبور سے ہم
آنکھ ہرگز نہ ملائیں پری و حور سے ہم

اپنے پہلو سے وہ جب اٹھ گئے جا کے جرأت
اوسکا منہ دیکھ کے بس رہ گئے مجبور سے ہم

کب شکوۂ قاتل رقم تکبیر کریں ہم
خط اوسکا دم نزع جو پایا تو لب آیا
ہو جان مری ایک تیرے بیمار کو ضعیف
برہم ہوا جس جا کہ کتب خانۂ عالم
آیا نہ عیادت کو وہ اتنا بھی سمجھکر
چھاتی سے لگا لی تھی دم نزع میں حسرت
گر جا ہو وہی قاتل آیا تو کہتا ہی وہ قاتل
مو سیہ جو وہ کج کرے اوس کی بت

جنبش بھی نہ جس سے ہو وہ تقصیر کریں ہم
بے حسرت و حرمان او تحریر کریں ہم
گر سوچ ہوا آدے زنجیر کریں ہم
گر مصحف رخ کی تیرے تفسیر کریں ہم
جو کام کہ کیا اور کبھی دلگیر کریں ہم
اب کس لیے جو آتی تری تصویر کریں ہم
اللہ کی قدرت تری توقیر کریں ہم
نظارۂ قاتل تہ شمشیر کریں ہم

دم نزع میں بھی بس کے جو آیا نہ تو جرأت
حیران ہیں کہ اب کون سی تدبیر کریں ہم

بغیر اوسکے یہ حیران ہیں بغل دیکھ اپنی خالی ہم
کوئی اس کا پرکالہ جو وقت خواب یاد آئے
ارادہ گر کیا دشنام دینے کا ہمیں پیارے
نہ ہو پہلو میں اپنے جب وہ غنچہ رنگ ای ظالم
لڑی آنکھ اپنی آفت سے جو یہ چتون میں چیتا ہے
نہ ہو وہ سیم تن پاس اپنے گر یہ شب مہ میں
جو ہووے دور انفعال یاں وہ بہر صورت

کہ کروٹ سے اٹھ نہیں سکتے ہیں جوں تصویر قالی ہم
تو سمجھیں کس طرح انگارے سے یہ گلہائے نہالی ہم
تو لب سے لب ملا کر بس تری کھا لینگے گالی ہم
تو کس رنگ کا تیں یہ بلا سی رات کالی ہم
کسی کی کیا ہمیں پروا ہیں اپنے لاابالی ہم
کریں تو دیکھ کر کیا ایک چاندنی کی تھالی ہم
بغیر از رو قلم کھینچیں وہ تصویر خیالی جو

کریں وصف جمالِ یار میں یک شعر گر موزون
تو سمجھیں انتخاب جملہ اشعار جمالی ہم

وہ دو باغ عالم میں ہو ست ہی معروف سیر گل
گر اوسکا اوس روش دیکھیں تو سو باغ خالی ہم

گل امید تو شاید یہ اپنا بھی شگفتہ ہو
تعجب کچھ نہیں گر یاسمین گل پاتی سمائی

یہ کیا لکھوں ہے یون پایا دل زار تمام
آہ گل گل کے بہے جیسے کوئی بیمار تمام

ضعف سے اسکی یہ حالت ہو کہ دیکھے او سنے
گر اوٹھایا تو ہوسے بس پہ تیمار تمام

آیا اوس گل سی وہ محفل میں عرق بار کیا جب
ہو گئے غرق پسینے میں طرحدار تمام

موسم گل میں ترے بن ہی تاہی جنون
کھینچ ایک آہ جلا دیجئے گلزار تمام

لی کہاں آ کے جو میں بسٹ ہیں زندان ہوا
گر پڑے پھول اسکے منہ جو بن پھول تمام

مرض عشق کو تھوڑا نہ سمجھنا اے دل
ایکدن کام کریگا یہی آزار تمام

لے ہوئی صبح ذرا اٹھو اوٹھا منہ سے نقاب
منتون ہی میں کٹی وصل کی شب یار تمام

کیا کہوں مرغ دل اس سینہ کی میں بیتابی آہ
سینہ جون چاک قفس ہو گیا فگار تمام

درد دل ضعف جگر جان کنی خستہ تنی
تیرے عاشق پہ ہوئے ختم یہ آزار تمام

اب یہ حالت ہے کہ کہتے ہیں اسے غمخوار
یا الٰہی کہیں جلدی ہو یہ بیمار تمام

کہہ بدل قافیہ **جرأت** غزل اک اور ایسی
منتخب جسکے ہوں دیوان میں اشعار تمام

ہو گئے وصل کا ہم سنتے ہی پیغام تمام
کام دل کچھ نہ بر آیا کہ ہوا کام تمام

مرغ دل کیسے پھنسا زلف میں جو پیچھے پڑا
گھر سے آتے ہیں پھر وہ بھی سر شام تمام

تو تو صیاد تنک لے کے نہ تڑپنے پائے
ناتوان ہم ہوتے ہی تہ دام تمام

ان بتان کچھ نہیں دنیا میں ہے سر عاشق کا
مٹ گیا دفتر ایام سے کیا نام تمام

ردیف نون

شکل گل سونگھے ہیں بات ایسی ہی ہو باسن کے کان — کھائیں الماس جنھیں دیکھکے الماس کے کان
کوئی مردہ سا پڑا ابھی جی اوٹھتا ہی — ترکِ وصل جو پہنچے تیر سنے اس کے کان
نیک دیہک یہ خبر کیا جو ہو جائیں اہم — ہیں خبردار پڑے سے اپنے چپ پر اس کے کان
دل اوٹھا سکے الم آہ بدر و شہدا — پہنچے یہ عرض جو حضرت عباس کے کان
کیسے جیتن اوسکو اگر مرگ بھی نوبہ میں ہو — خضر رہ پاوین تو پہونچا وین الیاس کے کان

درد دوری سے یہ نالان تھا کسکے جرات
بیٹھنے والے کیے بند تھے سب اوس کے کان

جذبہ عشق عجب سیر دکھاتا ہی ہمیں — اپنی جانب کوئی کھینچے لیے جاتا ہی ہمیں
بزم میں تکتے ہیں منہ اوسکا کھڑے اور وہ شوخ — نہ اوٹھاتا ہی کسیکو نہ بٹھاتا ہی ہمیں
کیا ستم ہی کہ طریق اپنا روش میں آہ — کوئی جسکو نہیں بھاتا ہی وہ بھاتا ہی ہمیں
اس قدر یہ تنزل ہی کہ جوں ماہِ منتظر — آسمانِ عمر گھٹانے کو بڑھاتا ہی ہمیں
بندکر بیٹھے ہیں سب آنکھ جو ہم تو اسد — نظر آیا جو نہیں وہ نظر آتا ہی ہمیں
ٹھنڈے ہونیکا بھی تا سمجھیں مزا اپنے لیے — چرخ مانند چراغ آہ جلاتا ہی ہمیں
انھو شاید وہ ہنسنے کے لیے رکھتا ہی — اپنی خرسندی خاطر کو کڑھاتا ہی ہمیں
ملکے ہم اوس سے جو تک سوئیں تو کہ دو نیکو — بخت بد خواب جدائی کا دکھاتا ہی ہمیں
ہم ہیں وہ مرغ گرفتار کہ اپنے پر سے — وار نا جسکو کہ ہو وے وہ چھڑاتا ہی ہمیں
لاکے اوس شوخ ستمگر کی وہ زندگی کے پیام — نہ ہنساتا ہی کوئی آ کے رولاتا ہی ہمیں

محوِ نظارہ ہوں کیا ہم کہ بقول جرات
اپنی جانب کوئی کھینچے لیے جاتا ہی ہمیں

بھلا دیکھو تو ہم تم ایک ہی بستی میں بستے ہیں — سو تس پر یہ غضب ہی دیکھنے کو بھی ترستے ہیں
خیالِ زلفِ خوبان میں جو لگجاتی ہی آنکھ اپنی — تو گویا خواب میں بھی دل کو کالے ناگ ڈستے ہیں

نبیر از نخل شعلہ کیا ہو پیدا فروغ دل سے
کہ جائے ابر اس کھیتی پہ انگارے برستے ہین

نہین لیتا ہی کوئی ٹھیکرون کے مول بھی انکو
سر عشاق کیا کوچے مین اوس قاتل کے سستے ہین

کیا ہی ذبح ہمکو آپ کی تیغ تغافل نے
کہ ہم بسملون کے قتل پر کیون آپ کستے ہین

کمر آمادہ ہی آج اوس بادشاہ حسن و خوبی کی
کھڑے جو دست بستہ لشکر خوبان کے دستے ہین

نہین اوسکے کیا کہین صحن چمن مین آتش گل سے
یہ حالت ہی کہ ہم تو مارے گرمی کے بھلستے ہین

سنا کرتا تھا جو اشعار اپنے وہ شب **جرات**
سو اب آواز بھی ہم اوسکی سننے کو ترستے ہین

شکل وہ وہ دن سے جو تمنے ہمکو دکھلائی نہین
کل سے بیکل ہین ہمین کل آج تک آئی نہین

اس دل وحشی سے کیون تم بھاگتے ہو دور دور
اپنا دیوانہ ہے سمجھو یہ سودائی نہین

ہر جگہ جانے سے میرے دلمین کیون کہتے ہو تم
مین تمھین کو دیکھتا پھرتا ہون ہرجائی نہین

گر نہ دیکھونگا تمھین تو اور ہونگا بیقرار
اسمین رسوائی ہی کچھ ملنے مین رسوائی نہین

اوسکے جانے سے نہین دل مین مرے کچھ اور سوچ
ہی یہی حیرت کہ کیون اب تک اجل آئی نہین

جی اوٹھین رفتار سے خواب عدم کے خفتگان
کچھ قیامت ہی تری یہ جلوہ آرائی نہین

بات گر کرتے نہین تو سامنے بیٹھے رہو
شکل دکھلانیکی تو تم نے قسم کھائی نہین

مین جو کوچے مین پڑا ہون مجھپہ مت کھاؤ جنون
ضعف نے بےبس کیا ہے یار یہ بیجائی نہین

کیا تماشے عشق کے فرہاد و مجنون ہی سے تھے
ہم بھی دکھلائین دلی کوئی تماشائی نہین

ق
ہی اسیر دام الفت جیسے یہ بیمار غم
کون سے دن اسپہ اک آفت نئی آئی نہین

پیر کھون یک قطرہ خون دل کا کیا مین حوصلہ
عشق سے اب تک طبیعت سکی گھبرائی نہین

دید کا طالب ہون تو ہنسکر کہے **جرات** وہ شوخ
خاک دیکھیگا تری آنکھون مین بینائی نہین

ہم مین ہمکو لاتے ہو تم دل انکا ہاتھ اور کہین
شعر پڑھا سنتے ہمسے مضمون گٹھا ہی اور کہین

حق تو یہ ہی جب حال دل اپنا کہتے ہین تجھسے ہم
کان لگائے سنتے ہو پر دھیان لگا ہی اور کہین

ٹوک سکے اوس سے بات کرون تو یون ہی کہے ہی چپ رہین
مجکو نچھیڑو دھیان ابھی اسوقت میرا ہی اور کہین

جسسے زبانی ملنے کو تم کہتے ہو ہم جانتے ہین
دل سے پر سے آنے جانے کا اقرار کیا ہی اور کہین

انکو کچھ ہمدردی سے میرے سکتے ہو تم مجکو نظر
ہنسا شاید کوئی پیارے تمکو بلا ہی اور کہین

دیکھ ہمین جو کہتے ہو تم بیٹھو بات کرو
باتین یہ سب ظاہر کی ہین انس ہوا ہی اور کہین

باتین کر سکے لگاوٹ کی یہ کاذب ہون گر جھوٹ کہون
دلکو جیسے تم لیتے ہو جی نام خدا ہی اور کہین

حیف ہی اوسکے ہونے پہ جو یاد کرو تم غیر کو جان
جرأت مین جو ہین سو ایسی بات وہ کیا ہی اور کہین

کچھ بن آتی نہین اس عالم مین لاچار ہوئے ہین
قید عصمت مین ہی پڑ کے گرفتار ہوئے ہین

مجکو در پردہ سناتے ہو عبث آوازین
فقط آواز سنکے سنے گنہگار ہوئے ہین

جلوہ گر ہی وہی ہر شی مین اللہ اللہ
طرفہ وہ شی ہی کہ جس شی کا خریدار ہوئے ہین

شکل گل دیکھ ہوا آجا ہی جی تن سے ہوا
جون صبا خاک روانہ سوے گلزار ہوئے ہین

بیٹھون کس پاس جو اوسکے تو یہ خفقان کہے
چل سبے چل وہ تری شکل سے بیزار ہوئے ہین

ساقیا انکو کسی شمع نے بے شیشہ و جام
طرفہ ہی مجکو پلائی ہی کہ سرشار ہوئے ہین

مضطرب در پہ گھر کے پڑا پھرتا ہون
نظر آجا کہ میان طالب دیدار ہوئے ہین

گہ سوے بام اوسکے جانب در ہین آنکھین
نگران گہ طرف روزن دیوار ہوئے ہین

طرفہ آزار لگا ہی یہ پر جیکو اب آہ
کہ نہ صحت ہمین ہوتی ہی نہ بیمار ہوئے ہین

نام ہی فرقہ عشاق مین جرأت میرا
کھینچیے وہ تیغ تو سر دینے کو تیار ہوئے ہین

سنو ہت اوسکی الفت کا بڑھانا اسکو کہتے ہین
کہا شب خواب مین گر کر آنا اسکو کہتے ہین

قدم وادی وحشت ناک الفت مین کہا ہم نے
ہزار آفات کا سر پر اوٹھانا اسکو کہتے ہین

ہماری بات کا نی غیر کی تا بیداو سننے کی
گھٹانا اسکو کہتے ہین بڑھانا اسکو کہتے ہین

جو سوتے تھے ہم تو بولے بیدلی سے تم کہ آ ہل جا
ادھر کو دیکھیو کیون جی منانا اسکو کہتے ہین

وہ دشمن اپنا سمجھے ہیں دل میں دوست ہون جسکا
کہون کیا اور پر اولٹا سناتا اسکو کہتے ہین

یہ بولے دیکھ سب تصویر اوسکی اور مری یکجا
پریروا اسکو کہتے ہین دوانا اسکو کہتے ہین

بچشم گوہر افشان حضرت دل جلوہ فرما ہین
نکل گھر سے در دولت پہ آنا اسکو کہتے ہین

قطعہ

جو گلشن مین کسی نے دیکھ ہنسنا غنچہ گو گل کا
کہا بس آگے یان لذت اوٹھانا اسکو کہتے ہین

تبسم کر کے تو مجھ سے کہا اوس شوخ نے او بے سنے
ادھر کو دیکھ اوسے مسکرانا اسکو کہتے ہین

غزل اوراس زمین مین پڑھے وہ جراءت کہ جسکو
کہین عاشق کلام عاشقانہ اسکو کہتے ہین

دیا تھا ہو جی دل سنے دوانا اسکو کہتے ہین
بدست بیکسی بس جی سے جانا اسکو کہتے ہین

حقیقت یہ کہ وحشت کا فسانہ اسکو کہتے ہین
سو دل بکتا ہی کیا تنہا دوانا اسکو کہتے ہین

کبھی تو وجد یہ دل اپنا دکھلا دے تماشا تو
کہ تا خوش ہو کہین ہم کھینچ لانا اسکو کہتے ہین

لگا آتش جگر کو سوز الفت اب دلاتا ہے
لگانا اسکو کہتے ہین بجھانا اسکو کہتے ہین

گئے قاصد جو وان اپنے تو خط رستے ہی مین لکھو
کسی عنوان سے رخصت نہ پانا اسکو کہتے ہین

اوسیکا سامنا ہمکو ہے سوتے جاگتے اللہ
کوئی دیکھے تو نظرون مین سمانا اسکو کہتے ہین

اگرچہ لاکھ جیسے ہون نے وا دس بن کسی صورت
خوش آتا کچھ نہین بس جیکا آنا اسکو کہتے ہین

گئے خون ہو کی اپنا بہ گیا دل اور جگر گا ہے
اذیت پر اذیت آہ پانا اسکو کہتے ہین

فراق یار مین لو رفتہ رفتہ بستر غم سے
ہوا اوٹھنا بھی مشکل دکھ اوٹھانا اسکو کہتے ہین

قصہ

ہو وقت صبح اوسکا فرقت کے کچھ پوچھو نہ بیداری
نئی انداز و شوخی ستانا اسکو کہتے ہین

کرکے نیم بسمل پھر اوٹھا خنجر لگا سکنے
خدا سے اپنے ڈرکہ ترس کھانا اسکو کہتے ہین

گو ٹرا پر مزا عاشقی سے سودا کو جراءت سنے
سو الفت مین یکسو ہو سکے آنا اسکو کہتے ہین

زبس تمھین غم نشین میں ہے ہزارون | پھپھولے پڑ گئے تن پر ہزارون
شفق ہر وجہ مت گہ دون سمجھو | یہ ہین خون اسکے گردن پر ہزارون
تیرے وحشی کی باعث گل کھلے او | در و دیوار گلشن پر ہزارون
تماشا ہے کہ آنکھین لگ رہین ہین | ہر اک اوس قد موزون پہ ہزارون
بنا سکے دیدہ پر خون نے بوٹے | ہمارے جیب دامن پہ ہزارون
نہین اوڑ سکتے ہم جو بن مرغ تصویر | اگرچہ ہین بغل مین پر ہزارون
ملک بہرِ طواف آتے ہین ہر روز | ترے کشتہ کے مدفن پر ہزارون
پڑے مدہوش ہین آنکھین کیے بند | کسیکی بانکی چتون پہ ہزارون
ادای شکر کو زخمے کو تیرے | دہن پیدا ہے سر تن پہ ہزارون

چلی باد خزان کیون ہائے جرات
کہ تھے بے غنچہ شگفتن پہ ہزارون

ہمنے جانا تھا تمھین ربط نہین یار کہین | پر کھلی بات کہ ہو تم بھی گرفتار کہین
اپنے دلِ خستہ کی لینی ہے خبر آج تو لو | پھر نظر آئیگا گل کو نہ وہ بیمار کہین
مرضِ عشق لگا دلکو تو ہے مجکو یہ خوف | کہ ٹھکانے ہی لگا دے نہ یہ آزار کہین
دے پیام اب یہ اوسے کوئی کہ مرتے ہین ابھی | یک نظر اپنا دکھا دو ہمین دیدار کہین
زخم پر اس دلِ مضطر کے رکھو مت پھاہا | ڈر ہے کافور نہو مرہم زنگار کہین
ہاے وہ دن کہ جو یہ خوف تھا گھر والون کو | نہ نکل جاے یہ گھر سے سر بازار کہین
ہے تصور کسی ابرو کا دلِ وحشی کو | پاس اوسکے کوئی رکھ دیجیو نہ تلوار کہین
سانس سینہ مین نہین پھرتا ہون الٹی گئی آہ | یہ بھی اوس خاطرِ نازک پہ نہو بار کہین
جان بلب ہے دلِ یک پردہ نشین کو ہم آہ | دیکھین کس شکل نظر آئے وہ دلدار کہین
گرد خانہ پھرے گو آٹھ پہر ہم بیتاب | پر نظر آئے نہ یک رخنہ دیوار کہین

عاشقانہ غزل ایک پڑھی میاں جرأت اور
لیے ہے پرورد سے ہیں نہیں اشعار کہیں

ایکجا رہ نہیں سکتے ہیں ہم ای یار کہیں
گھڑی دو چار کہیں ہیں گھڑی دو چار کہیں

جب کہ قسمت نے پھنسایا مجھے یکبار کہیں
یارب ایسی شکل کوئی ہو نہ گرفتار کہیں

دل مضطر کے ہی یہ زہر محبت سے خطر
آئین صحبت میں نہ گھر کے در و دیوار کہیں

وکھیں پھر باغ میں جون دیدۂ نرگس کیا خاک
جب نظر آئے نہ وہ غیرت گلزار کہیں

وم آخر تو مریض اپنے کو دے شربت وصل
یون نہیں مرجائے نہ وہ تشنۂ دیدار کہیں

ارو جنبش دل ایسی ہے کہ جسکا ای وائے
کوئی ہمکو نظر آیا نہ خریدار کہیں

نے بیٹھے مجھ پاس وہ گیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
بھیج کر مجکو نہ کرنے یہ لگے پیار کہیں

کیون وہ چتون مین چھپاتا ہے جو ٹک دیکھون اوسے
کیون جی ہمسا کوئی دیکھا ہے طرحدار کہیں

کجا منتظر اب رہیے کسی صورت سے
شکل ٹک اپنے دکھا شوخ ستمگار کہیں

ق

کیا کہیں تفرقہ پردازی گردون جرأت
یون جدائی نہ ہوئی ہوئے گی زنہار کہیں
خاک جمعیت خاطر ہو بہ قول قدرت
ہمی کہیں دل ہی کہیں ہم ہیں کہیں یار کہیں

صوت بلبل دل نالاں نے سنائی مجکو
سیر گل دیدۂ گریاں نے دکھائی مجکو

وصل کی رات کو بھی عیش دلی ہیچ مجھے
جو قلق صبح کو تھا وقت جدائی مجکو

تار او دھا یہ بتون کے مجھے لگتے ہیں بھلے
اسمین گو سمجھے ہے بسا غنچہ جدائی مجکو

لاون خاطر میں نہ میں سلطنت ہفت اقلیم
اوس گلی کی جو میسر ہو گدائی مجکو

صلح میں اوسکا نہیں چین یہ اندیشہ ہے
آہ دکھلائیگی کیا اوسکی لڑائی مجکو

اپنی محفل میں وہ بیٹھنے دیگا زنہار
بیقراری تو عبث کھینچ کے لائی مجکو

ق

تعمیر کرتے ہیں وہ ہاں خستہ دیوار گنبد
تا جھلک اوسکی فرازنے سے دکھائی مجھکو

آکے پیغام بر اون نے جو تسلی کے لیے
خبر اوس شوخ کے آنے کی سنائی مجھکو

یک بیک سن کے میں گھبرایا نہیں خود رفتہ ہوا
کہ نہ دریافت ہوئی بات بنائی مجھکو

وصل میں جسکے تھا چین سو جرأت افسوس
رہ گیا یاس سے اور موت نہ آئی مجھکو

کیوں دلا ہم تجھکو پابند غم یار کر تو
اب اذیت میں بھلا ہم ہیں گرفتار کر تو

ہم تجھے کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتا
جا کے ہم تجھسے رہیں ہیں پڑے بیمار کر تو

ہاتھ کیوں عشق بتاں سے نہ اوٹھایا تو نے
کف افسوس ہم آہ ملتے ہیں ہر بار کر تو

وہی محفل ہے وہی لوگ وہی چرچا ہے
اب بھلا بیٹھے ہیں ہم شکل گنہگار کر تو

ہم تجھے کہتے تھے کہ اب نہ لگا ساغر عشق
محو اندوہ سے اب ہم ہوئے سرشار کر تو

وحشت عشق بڑی ہوتی ہے دیکھا نادان
ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھر بار کر تو

آتش عشق کو سینے میں عبث بھڑکایا
اب بھلا کھینچیں ہیں ہم آہ شرربار کر تو

ہم تجھے کہتے تھے نہ ہمراہ کسیکے لگ چل
اب بھلا ہم ہوئے رسوا سر بازار کر تو

غور سے کیجے تو یہ مشکل ہے زمیں اے جرأت
دیکھیں ہم اس میں کہیں اور بھی اشعار کر تو

اتنا بتلا مجھے ہرجائی ہوں میں یار کہ تو
میں ہر اک شخص سے رکھتا ہوں سروکار کہ تو

بیخودی ہمکو ہے طاری ہے ای نکہت گل
دیکھیں ہم آگے چلیں چھوڑ کے گلزار کہ تو

پوچھوں ناصح سے جو ٹک شکل دکھا جاوے وہ شوخ
میں ہوں اب دام محبت میں گرفتار کہ تو

رات اندھیری ہے یہ جیسے ہے مرا بخت سیاہ
کہ تو تاریک بہت میں ہوں شب تار کہ تو

جسکو دیکھے ہے حسین اوس سے یہ کہتا ہے کہ آ
منہ ملا دیکھیں بھلا ہم ہیں طرحدار کہ تو

ابر تو گھر کے تو آیا ہے پر اب دیکھیں بھلا
روئے سو رنگ سے یہ دیدۂ خونبار کہ تو

کم ثباتی مری ہردم ہی نمایان بحباب
دیکھین تو پہلے ہم اس بحر سے ہین پار کہ تو

ناتوانی مری گلشن مین ہی تجھسے ہی
دیکھین اے نکہت گل ہم ہین سبکبار کہ تو

دوستی کرکے جو دشمن تو ہوا جرأت کا
بیوفا دہ ہی پھر اے شوخ ستمگار کہ تو

خدا ناکردہ گر اوس بت سے اور مجھسے لڑائی ہو
نہو وے صلح پھر گر درمیان ساری خدائی ہو

جو بحر عشق دل مین موج زن ہو سیل مت پوچھو
تعجب ہی اگر دریا کے کوزے مین سمائی ہو

ہمارے گریہ و زاری کا تب احوال سمجھے تو
جو تیرے بھی کسی سے آنکھ اے ناصح لڑائی ہو

عجب کیا انقلاب دہر کے ہاتھون جو اک پل مین
گداؤن کو شاہی اور شاہون کو گدائی ہو

گئی گو آہ گردون تک کی تاثیر اوس دل مین
لگے وہ کب نشانے پر کہ جو تیر ہوائی ہو

بہت کوشش کی پر اکسنے پہ اسپاؤ تک پہنچے ہم
کرے کیا خلق جو طالع کی اپنے نارسائی ہو

غزل پڑھ جرأت اب ایسی کہ شاعر سنکے حیران ہون
برنگ آئینہ ہر شعر مین جسکی صفائی ہو

نبچے وان جان کیونکر بت جہان تیغ آزمائی ہو
وہی اوسکی گلی مین جائے جسکی موت آئی ہو

غم و درد و الم اندوہ و محنت اوسپہ آ ٹوٹے ہین
بھلا اے عشق اب اک لمین کس کسکی سمائی ہو

رکھا مجھکو قفس مین آہ میری نغمہ سنجی نے
ہزار اب سر کو ٹیکون ہین ولے کیونکر رہائی ہو

جلا دنیا یہ شعلے نے اوڑایا کس سے ہان شاید
ہمارے برق وش نے اوسکو بھی یہ خو سکھائی ہو

ق

جو دلکو اپنے سمجھے تو ہووے صلح آپس مین
اگر دیجے نہ تجھے اے یار تو باہم لڑائی ہو

غرض تقصیر کیا تیری یہ ایسا ہی زمانہ ہی
برا سمجھے بھلائی ہو بھلا سمجھے برائی ہو

تمہارا پانی ملا ہی جرأت کی آنکھون مین گو
بحق قرۃ العین اسکو حاصل روشنائی ہو

ہمارے آنے پہ تم ناک بھون نہ اتنی چڑھاؤ
یہ بان ہی بحر محبت کا بار بار چڑھاؤ

تم اپنے گھر مین تو جب جا بیٹھے بام پہ ہم واہ
لگا جو دل تو دکھانے لگے اتار چڑھاو

موا ہون تم پہ تو فردا گلے کا ہونگا ہار
نہین تو قبر پہ میری گلے کا ہار چڑھاو

اور ٹپ پڑین گے کبھی نہ آستینون کو
پکڑ کے ہاتھ مین تم تیغ آبدار چڑھاو

کہان یہ پانو مین طاقت کہ وان تلک پہونچون
رکھے ہی سر کو فزون آستان یار چڑھاو

یہ دست عشق جو ملنے دلکو چھیڑے ہی
تو ٹوٹتے نظر آتے ہین مثل تار چڑھاو

شہید ناز تمھارے کو بستر گل ہی
جو سنگ زیر کف پا سر مزار چڑھاو

محیط عشق مین ہم غرق نشین ہین اونسے
یہ کہدے کوئی کہ ساتھ اپنے تم نہ بار چڑھاو

مدام تم رہو گے سرگران میان جرات
شراب عشق کا دیکھو نہ سر خمار چڑھاو

دیکھکے کل لیلی و مجنون کی وہ تصویر کو
اپنے تئین دیکھے تنہا کہ اور گاہ مجھ دلگیر کو

اے جنون آباد رہیو تو کہ وحشت نے مری
بعد مجنون پھر بسایا خانۂ زنجیر کو

جسنے اک عالم کو بے تقصیر مارا دوستو
آہ کب چھوڑیگا وہ مجھ واجب التعزیر کو

ناز و انداز و ادا سے دلکو یون گھیرا ہی آہ
صید گہ مین گھیرتے ہین جسطرح نخچیر کو

چونک اوٹھے جو خواب سے اور ڈرنے لگتا ہی وہ شوخ
آہ جب سنتا ہی میرے نالۂ شبگیر کو

دل نے اک نالہ کیا دردِ جدائی کی سبب
ہم نے جب پہلو سے کھینچا آہ تیر تیز کو

ق

مین کہا دیکھی ہی مینے خواب مین آبروے یار
دوستو مجھسے کہو اس خواب کی تعبیر کو

آہ اس مذکور کو سنتا تھا وہ قاتل کہین
آن پہونچا سر پہ میرے کھینچ کے شمشیر کو

دل سے کی جی دینے کا جرات ہمکو بھی افسوس ہی
کی بہت تدبیر لیکن کیا کرین تقدیر کو

نچھوڑینگے ہم تمھارے در کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو
نہ بیٹھے جا کہین یہان سے گھر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

رکھو سرہانے چار وہ تم عزیزو ایسے ہوا سے ہین گم
ہنوز اٹھینگے دیکھینگے ہم قبر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

اودھر کو مست ہیں اشارات ہیں ادھر کو شیشے مین بہر پیارے
نہ بیٹھنے دینگے ہم ادھر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

سرک نہ دینگے اوسے کدھر ہم نہ ہونگے جب تک کہ ہمسفر ہم
نہ جانے دیوینگے ہم سفر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

نہ چھوڑیں گے جہان ہو ہم تم نہ چھوڑی ہوین اوبہا
خبر ہو مجھ سے نہ بیخبر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

جو وصل کی بات کچھ فلک پہ چلے بس اپنا تو کیجو باور
نہ ہونے دین چشم تر تک سحر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

ہزار گو تیغ رنگ لائے کسیطرح وہ بغل مین آئے
نہ چھوڑین اوس شمع خفتہ گر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

جو دیکھا اوسکے لہو کو بھی ہو جہاں لگا رنگ اور کچھ ہو
نہ ٹوٹنے دیں رشتۂ نظر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

پلٹ گیا ہے وہ زمانا ادھر کو تھا نت جو اوسکا آنا
نہ بھیجے اب دیا مخبر ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

ہزار سمجھائین لوگ جاکر ہزار باتین کہیں بنا کر
ادھر کا آئے نہ کوئی ادھر کو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

کئے محبت مین اوسکا گو سیری ہی **جراءت** کی آرزو ہے
ذرا بھی تم پاس سے نہ سرکو ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

دل مین آتا نہیں اوسکے مرے گھر آنیکو
نا یہ لوگوں کا یہ ہی بات قسم کھانیکو

ہے وہ کام اپنے مین ہشیار کہ یعنی جراءت
تیرے ہی حیا نہیں دیکھا ترے دیوانیکو

رات کہتا تھا مجھے دیکھکے محفل مین یہی
شمع تک آنے نہ دیجو کبھی پروانیکو

باتین کرتا ہی عجب شکل سے بہکی بہکی
لب سے جب آنے لگا ہی وہ بہلانیکو

جا کے بات ایسی وہان کہ نہ جانا ہو کبھی
اوسکے منہ سے یہی نکلے ہے جو مر بلوانیکو

مجھ وفا کو نہ تم گھر سے نکالو پیارے
چھوڑ کر جاؤن کہاں آپ ہی کے خانیکو

جب وہ نظروں سے گراتا ہی تو مانند سرشک
جی مین آتا ہی کہ مر خاک مین ملجانیکو

بیٹھین کیا چین سے اودھر بھی کہ ملتین ہین یا
غلبۂ شوق سے آتا ہی لب جانیکو

ایک ہی شہر مین رہتے ہین ہم اور تم آہ
آتا نہ سا اونہ صورت ہمین دکھلانیکو

گر نظاہر ہی منادی تو بھلا کیا پیارے
منع کرتا ہی کوئی خواب مین بھی آنیکو

بتا بلا کو ہے نہ جانے کا کوئی سن
آگ لگ جائیو جراءت ترے چلانیکو

وہی مجھے کا قلق ہے مرے گھبرانیکو
جسکا دل لیکے کوئی منع کرے آنیکو

پاس آتے ہین جسے ہجر مین ایام وصال
بہتر از زیست سمجھتا ہی وہ مر جانیکو

سنیو تو ہی بت بیداد گر اسد سنے آہ
کیا کیا تھا تجھے پیدا مرے ترسانیکو

کچھ وہ سمجھا تو بہت دیکھکے رویا مجھکو
اندنون جو کوئی آیا مرے سمجھانیکو

ٹھہری کیا بات کیا منع یہ کسنے جو آج
کوئی شخص اوسنے نہ بھیجا مرے بلوانیکو

بیٹھکر واں سے نہ جون نقش قدم پھر اوٹھے
اوسکے کوچے ہی مین جی چاہے ہے مٹ جانیکو

دل جو بستی سے اوچٹتا ہی تو بیٹھے بیٹھے
جی مین گذرے ہی کہ اوٹھ دوڑیے ویرانیکو

ہی لگا لینے کو وہ فتنۂ دوران تو بلا
پر طبیعت بھی غضب ہی مری لگ جانیکو

آہ کیا آتش حسرت سے جلا دیکھکے رات
شمع کے گرد مین پھرتے ہوے پروانیکو

ق

بزم خوبان مین بھلا ہجر مین اوسکے ہمدم
بیٹھے کس شکل دل اپنا کوئی بہلانیکو

آنکھ اوٹھاتی ہی کسی شوخ کی تصویر سی شکل
سامنے آن کھڑی ہوتی ہی دیکھانیکو

جرات آرام ہو گیا مجھکو کہ پیدا ہوا آہ
غم کے کھانے کو تو مین اور مرے غم کھانیکو

یون یاد زلف یار ہی مجھ بیقرار کو
جون انتظار شام کا ہو روزہ دار کو

اپنا قدم جو ٹک بھی تو اس خاک پر رکھے
سجدہ کرین سب آکے تیرے مزار کو

آوارگی ہی زیست مین مجھکو بھی اے صبا
اپنی ہوا اوڑادے تو مرے مشت غبار کو

محشر بھی ہووے اپنی یہ آنکھین نہ نیند مین
ظالم کہین جگہ بھی ہی اس انتظار کو

ق

اکدن جو ایک شخص نے پیر فسے آہ
تنہا خوشی مین دیکھ کہا اوس نگار کو

جرات تھا نام کسی سے جب پھر
کرتا ہی تر وہین مژہ اشکبار کو

کہنے لگا کہ نام نہ لو میرے روبرو
کچھ عار ننگ ہی نہین اوس بیقرار کو

بس ہم کرینگے ہم کو بس تیرے سنا نہین
بد ایک بھی خوش آپ کرے ہی ہزار کو

نہ سمجھے ہم جو پہلے معنی لفظ جدائی کو
تو سمجھے حال فرہاد سے اسکا آشنائی کو

سر تیرے آستان یار پر میں جبہہ سائی کو
کہا تجھ روز میں عالم [illegible] کی آزمائی کو

نہ ہونے عندلیب گلشن پر سم وفادارے
جو ہم تم علوم [illegible] رنگ بے وفائی کو

مگر صیاد اوہیں آزاد چہ پابند الفت ہیں
گرفتاری سے بدتر جانتے ہیں ہم رہائی کو

اوہی کام عاشق کا تمہارا کچھ بھی مگر
خدا کیو اسطے لو انپو چھوڑ دی کج ادائی کو

اگرچہ کی بہت تدبیر آزار محبت کی
نہ پایا کچھ میں اس درد کی ہم نے دوائی کو

بچاو کچھ بھی ہی اپنا فراق یار میں یارو
جو کوئی پھیر سکتا ہو کسی کی موت آئی کو

ہوا ہے آشکارا حضرت یوسف کے قصہ سے
کہ دنیا میں نہیں کوئی دیکھ سکتا بھائی بھائی کو

شرار آتشیں اوٹھا اوہیں تربت سے گردون
اثار آتشیں کے بعد جون داغ میں [illegible] کو

کسیکو قتل تو نے یوں کیا ہر اہی بیت [illegible]
کہ [illegible] مقتول کا افسوس [illegible] سائی [illegible] کو

دیے مشکل تو کر مشکل کشا کو یاد ای جرات
کہ خالق نے کیا ہے خلق اوسے مشکل کشائی کو

کچھ منہ سے دو کہ تکتے ہیں ہم بار بار منہ
ورنہ تمہارا نام نہ لینگے نثار منہ

اے رشک گل کہیں ترا عاشق ہو مجھکو تو
مت ہو خفا ہزار میں باتیں ہزار منہ

کہتا ہے وہ جو بزم میں تیری تک یار تو پھر
دیکھونگا میں کبھی نہ ترا بیزار منہ

تو نے نہ منہ دکھایا تو ہر ایک نے رو دیا
عاشق کا تیرے دیکھ دم انتظار منہ

نے پیش بیٹھنے کو دل لیکے ہمسے آو
مٹھا ہی کیا چھپا وہ تغافل شعار منہ

پھوٹا ہے دل کا وہ کہ نہ چھکا ہو کبھی
بار و اگرچہ اوس نے کیا لاکھ بار منہ

ہر شب کی میکشی کا جو انکار تو ذرا
اپنا سو نکھا تو مجھکو تو ای یاد وہ خمار منہ

بوسہ طلب کروں تو وہ دکھلائے آئینہ
یعنی کہ اپنا دیکھ تو ای [illegible] وقار منہ

اوس نے لگائے زخم تو اب ہے مقام شکر
گئے کو وصف یار کے ہیں بے شمار منہ

رو دار علاقی ہی ہی اوس شوخ کو کہان
غرور سے جو دکھاے وہ آئینہ وار منہ

جلد ہی نگی مین اوسکی تو کہو سے نظر پڑے
کھاتیکو اپنے رخنۂ دیوار یار منہ

جب اوٹھ کے وہ چلا ہی تو جرات ہم اور دل
کیا رہ گئے ہین کھول کے سنئے اختیار منہ

ق

ہان کیا وہ تکے باغ کے انگور کا خوشہ
جو تاکے ہی تاک چمن نور کا خوشہ

جز درد سے ظلم رسید انکو ثمر کیا
ہوتا ہی ہمین زخم کے انگور کا خوشہ

گر دور دل پر آہی ہی نیش غم عشق
دیکھو یہ نیا خانۂ زنبور کا خوشہ

گر تاک لگا کے یہ پھلے کہین تو سمجھ
نزد عقلا ہی وہ بہت دور کا خوشہ

ثمر دیتے ہو اسو سے گندم کی مجھے بال
یعنی کہ مبارک ہو کف حور کا خوشہ

اور مجکو یہ ڈر ہی کہ مبادا کہین پھل جا
ہو آدم و حوا کے یہ دستور کا خوشہ

جرات کہین کچھ پیچ یہ کر بیٹھین نہ ہم ہٹ
پیرون کو سمجھ دانۂ انگور کا خوشہ

اشک جو شان کے نہ طوفان سے چھوٹی وہ آنکھ
جو نہ حیران رخ یار ہو پھوٹے وہ آنکھ

سیر مین داغ دل زخم جگر کے جو ہو محو
نہ تو گلزار مین گل دیکھے نہ بوٹے وہ آنکھ

آئے جو تیزی پہ ابرو تو بزور شمشیر
کیون نہ پھر کشور دل کو مرے لوٹے وہ آنکھ

چشم ترک بت قاتل سے نہ لگ جائیو دلا
ڈر ہی مجکو کہ کہین مفت مین کھوٹے وہ آنکھ

چشم جب تارہ کی دیکھے تجھے ای ماہ زمین
آسمان پر سے عجب کیا ہی جو ٹوٹے وہ آنکھ

جس سے دریا نہ بہین اشک کے تو شکل حباب
بحر ہستی مین ہوا ہو گئے ہی پھوٹے وہ آنکھ

اب وہ کا فند پھوڑ دیکھیے کہ جسپر ہو چشم
پڑے سے چھلی دو رخی تو نہ چھوٹے وہ آنکھ

ولہ

حسن نظارہ کو ہی نہ لوٹے وہ آنکھ
جو گریبان بزم عشق ہو پھوٹے وہ آنکھ

چشم رکھتا ہوں کہ تک دام نظر سے یارب / صورتِ آہوئے پابند نہ چھوٹے وہ آنکھ

جو نہ مشتاقِ گلِ حسنِ بتاں ہو یارب / اشکِ گلرنگ سے دیکھا کرے پھوٹے وہ آنکھ

چشم تر چاہیے تو دے مجھکو بجائے سیاہ / رونے والی سی بھی کالی کلوٹی وہ آنکھ

جسکو سیرِ چمنِ حسن نہو مدِ نظر / دستِ مژگاں سے سدا سینہ کو کوٹے وہ آنکھ

نخلِ تن سے گلِ نرگس کی طرح ہاتھوں سے / طرفۃ العین خدا چاہے تو ٹوٹے وہ آنکھ

روزنِ در کو جو جاناں کے نہ تاکے جرأت
تو مثالِ رخنۂ دیوار کے پھوٹے وہ آنکھ

چتونیں کہتی ہیں کچھ اور اشارے کچھ اور / غمزہ اب ہمکو دکھاتے ہیں انگوٹھے وہ آنکھ

چشمِ حسرت سے انھیں تک رہے ہم تو کیا کیا / پر ملاتے ہی نہیں ہمسے جو روٹھے وہ آنکھ

دیکھیے اوس چشم کو کیا کوئی بقول جرأت
سبکو مژگاں نے دکھا دیے انگوٹھے وہ آنکھ

نہ دیکھو نبض میری آہ مت لگاؤ ہاتھ / طبیبو تم مرے جینے سے ہی اٹھاؤ ہاتھ

موا ہوں ہائے تمھیں یہ کہنا کسی کا کر میں یاد / رہے نہ مجھسے یہ گرمی اجی اٹھاؤ ہاتھ

قلق سے مجھے دلِ مضطر کا مارے ڈالے ہے / جو پیار جھوٹ سمجھتے ہو تم تو لاؤ ہاتھ

میں اوٹھ سکے پاؤں تلک کیونکہ دستِ مرن و پان / کہ جسنے یہ نکہا ہو کبھی دباؤ ہاتھ

جب اوسکو دیکھوں میں کہتا ہوں نخوت بیچ آ / ہے ناز ہی جو پیارے تم اپنے آؤ ہاتھ

قریبِ مرگ ہوں لو پاس آ لگا بیٹھو / نہ دور سے مجھے تلوار کے لگاؤ ہاتھ

وہ رشکِ گل نہیں آ لگا ہاتھ حیف دل / عبث تم اپنا نہ کھا کھا کے گل چلاؤ ہاتھ

ق

شبِ وصال میں یہ تھی ہنسا مجھکو کہ شیخ / کے ہے دیکھو بس اب گئے نہ تم چلاؤ ہاتھ

تمہارے تم نہ آیا ہوں میں نہ آؤنگا / مری بلا سے جو تم کاٹ کاٹ کھاؤ ہاتھ

کہاں ہے جرأت کہو اب جا کے / پڑا اس کمال سے مجھسے نہ تم چھڑاؤ ہاتھ

مقابل اوسکے چشم و رخ سے ہو کر جام و آئینہ
خجل ہو آب خجلت سے زمین پر جام و آئینہ

تیری اس چشم کیفی اور مری اس چشم گریان سے
ہوا ہی منفعل محفل مین اکثر جام و آئینہ

پڑا ہی عکس مے تیرا جو اب ای ساقی مہ رو
بشکل مہ ہوا ہی کیا منور جام و آئینہ

دل و چشم بلا نے دکھلاتے ہین کیا کیا سیراب جسکو
کہان رکھتے تھے یہ جم اور سکندر جام و آئینہ

جو ہین محو اوس لب میگون و رخسار منور کے
اونھون کے روبرو ہی خاک بہتر جام و آئینہ

پیے ہی جب مے گلگون تو صورت دیکھ لیتا ہی
رکھے ہی اس لیے یک جادو دلبر جام و آئینہ

مین اوسکو آپ مین دیکھو ہون اور وہ آپ کیفی ہی
بجا ہی چشم کو اوسکے کہون گر جام و آئینہ

نظر پڑتی ہی جب مے گیر گل و مہ پر شب ہجر مین
تو روتا ہون کسیکا یاد کر کر جام و آئینہ

بھلا تو مین نہ جرات چشم و رخسار ای ساقی کا
دکھا دے گر کوئی بہتر سے بہتر جام و آئینہ

اجل گر اپنی خیال جمال یار مین آئے
تو سمجھے کے فرشتہ پری مزار مین آئے

بھلا پھر اوس کے اوٹھانے کیونکر تن بیر نو آوے
کسیکی موت کسیکے انتظار مین آئے

بیک کرشمہ جو بے اختیار کر ڈالے
وہ عشوہ ساز کسیکے جو اختیار مین آئے

پس از فنا جو مرے دل جلے کی خاک اوڑے
تو مضطرب ہو دھوان یک نظر غبار مین آئے

خراب کیونکہ ہو شہر دل کی آبادی
ہمیشہ لوٹنے والے ہی اس دیار مین آئے

فغان پھر اوسکی ہو لبریز یاس کیونکہ آوے
بزیر دام جو مرغ چمن بہار مین آئے

نپوچھو مجھسے وہ عالم کہ صبح عید سے اوٹھ
وہ آنکھ میری کیونکر جو ستے ہو خمار مین آئے

نہ کیونکہ حد سے فزون ہو دے شب گریہ
کہ اتنے حضرت دل چشم اشکبار مین آئے

نہ شید ہا نسے اگر ہمکو گالیان لکھو
ق
وہ دیوے غیرت گل آیک کیا ہزار مین آئے

مگر یہ کہیے کہ مضطر جو ہو کیونکہ بھلا
وہ دور دور ہمارے نہ رہگذار مین آئے

اوٹھے جہان سے نہ جرات اوٹھا کے درد فراق
اگی موت بھی آوے تو وصل یار مین آئے

عجب ایام جدائی میں ہوں تن مارے
اسی دکھ میں ٹھکرے مجھے گردوں مارے

ہی یہ بیداد کہ ہے جو نے مجھکو ہنوز
توکئی تیر دمن جانب دو زن مارے

دام صیاد میں بلبل ہی کہے ہی یارب
گرید جیسے مجھے مارے تو گلشن مارے

سینہ کو بھی مجھے یوں ماتم دلبین ہے اور
دست بر سینہ کوئی جیسے غم شیون مارے

دلپہ یوں زخم نشان تیغ نگہ سے آیا
موٹھ جیسے کہ کسی پر کوئی دشمن مارے

بیقراری ہمیں جس موج سے یوں کرتی ہے جب
لہو میاں کی طرح یار کا جوبن مارے

شاید آجائے کہیں ہاتھ ہوس گیتی
اسی امید پہ ہم بیٹھے ہیں آسن مارے

تیر بیچارے جو دل پر یہ عشق سنان
گرز کیا دخل جو اس تن و بر برن مارے

دیر و مسجد میں سنے ذکر جو اوس کا ذکر کا
در و دیوار سے سر شیخ و برہمن مارے

ایسی بیچ و پیچ کا جانے کوئی کیا ہے بھلا
حسن و خوبی نہ کبھی ناف و ختن مارے

صبح اوٹھ گھر کو سبھی چلے وہ تو نے مجھے جرأت آہ
جوں چراغ سحری جنبش دامن مارے

ولہ

سنا ہی وہ خدا ناکردہ ہی بیمار کیا کیجے
عیادت کو بھی ہی جانا ہمیں دشوار کیا کیجے

تصور میں جو گذرے ہی وکہنا آہ کا اوسکے
کراہا کرتے ہیں گھر میں پڑے لاچار کیا کیجے

طبیعت اوسکی ماندی پائے جانیکی منادی ہی
بھلا پھر کسطرح سے جا کے ہوں غمخوار کیا کیجے

کسیکو بھیج بھی سکتے نہیں احوال پرسی کو
مگر یہ چپکے چپکے کہتے ہیں ہر بار کیا کیجے

خیال اوسکی طبیعت کے جو گھبرانیکا گذرے ہی
توکہہ آتے ہیں در پہ یہ پس دیوار کیا کیجے

بلا گرداں بھی ہو سکتے نہیں ہیں ہم تو اپنے تئیں
لگا لیجے پھر اوسکا کس طرح آزار کیا کیجے

خیال اسکے جو بیجوابی کا گذرے ہی تو ہم شکوہ
لگا کے چھت سے آنکھیں تکتے ہیں بیدار کیا کیجے

خلل تب کا نصیب دشمناں اوسکے جو سنتے ہیں
تو شعلے سے وہاں اٹھتے ہیں ہر بار کیا کیجے

طبیبوں پاس علاج اوسکا ہم جب ہر نستے ہیں
تو جا کر بیٹھ رہتے ہیں پس دیوار کیا کیجے

١٠٦٢٧

بلانا اوسکے گھر والون سے اپنا جو کہ کہتا ہی
تو اوسکی شکل سے جیتے ہین و نہ دیدار کیا کیجے

طلب نبض کی ہی وہان اور یہان بیمار حسرت
کہان لاسیے پھر شربت دیدار کیا کیجے

کف افسوس ملتے ہین کہ **جرات** ہم نہین اوس جا
نہین تو سے تو سہلاے گھڑی دو چار کیا کیجے

وہ غصہ مین جو کچھ کچھ کھینچ کر شمشیر بولے ہی
یہ میرے قتل ہونیکو مری تقدیر بولے ہی

وہ جب کرتا ہی باتین مجھسے مین حیران ستا ہون
کہ گویا خوبصورت منہ سے اک تصویر بولے ہی

دوانہ ہون ولیکن وحشی تصویر ہون گویا
نہ غل میری زبان پر ہی نہ کچھ زنجیر بولے ہی

صبا گلشن مین جو آئی خزان کی کیا خبر لائی
کوئی پوچھو تو بلبل آج کیون دلگیر بولے ہی

صد ابرو و نشانہ مارتا ہی اور یہ مرغ دل
لیے دیکھے ہی جب اوسکو کمان و تیر بولے ہی

صدا ہے آخری ہی دل کی یہ ان قاتل کے قابو مین
تہ خنجر کے وقت ذبح جون نخچیر بولے ہی

مزا ہی انجمن مین اپنی رسوائی کے خطرے سے
وہ کیا کیا دیکھ میرا رنگ و رو تغییر بولے ہی

فغان سنکر جو دے ہی گالیان وہ مین سمجھتا ہون
یہ میری آہ بے تاثیر کی تاثیر بولے ہی

کرون کچھ اوس سے مین باتین تو کیا جھنجلا کے کہتا ہی
یہ میرے روبرو کیون واجب التعزیر بولے ہی

تماشا ہی کہ میرے حق مین بیٹھے بیٹھے وہ کچھ کچھ
بنا غصہ کی سی آواز سے تقصیر بولے ہی

ہمین نغمون سے کیا ہم طایر گلزار حیرت ہین
کہ فصل گل مین بھی کب بلبل تصویر بولے ہی

پڑا ہی کچھ عجب صورت سے **جرات** تجھ بن اب آنکھین
نہ کھولے ہی ذرا آنکھین نہ وہ دلگیر بولے ہی

پڑی گوری سی چھاتی پر ہی زنجیر طلا کی
جون کاسنی پہ ہو تحریر طلا کی

سنہری ہی رنگ اسکا ہو سے نکلے یون رنگ
ہو جاے چمک جیسے کہ تغییر طلا کی

لگتی ہی مس تن سے زر خالص سے ابنا
خاک قدم یار ہی اکسیر طلا کی

سب سیر اپنی طلب وصل کو تیرے
بھاتی نہین جو ہاتھ مین تصویر طلا کی

آنکھون پہ جو جا شرم نگہ کا تیغ بار — خوبی نہیں اوس قابل تحریر طلا کی
پارس ہو مگر سنگ سیہ پایا اوسکا — دیوانے کے پاؤن میں ہو زنجیر طلا کی
تدبیر سے کیا خاک ملے صاحب زر کو — دکھلا سکے گر شکل نہ نقد طلا کی

گر اوس نے بنایا اک محل زرگشتہ ایسا
اس طرح کہ جس گھر کی ہو تعمیر طلا کی

کب خاک نشین سنتے ہیں تقریر طلا کی — پروانہ رکھیں صاحب اکسیر طلا کی
مانگے جو کندن سا ہی ہو اوسکا دیوانا — پہنا دے میرے پاؤن میں زنجیر طلا کی
بیدولت وصل اوسکے ہون یا غم مین گرفتہ — خواہش ہی ہو مفلس کو نہ اکسیر طلا کی
بے بہرہ وقت کے ہین جو اپنی زندان — ویرانہ کہ جس گھر کی ہو تعمیر طلا کی
ہر سنگ کو پارس جو کرین یک نگہ سے — آنکھون مین کچھ اونکے نہین توقیر طلا کی
پہنے جو کبھی آپ وہ جوڑا جو سنہرا — گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی

بجلی ہی چمکتی ہے ابر کے یا چمکے ہے جرات
اوس ہوسنی کرتی میں سے زنجیر طلا کی

گو سونے کا تار ابر اب افلاک سے باندھے — پر رشتہ نہ اس دیدۂ نمناک سے باندھے
مشکل ہے جو آوے وہ احاطہ مین خرد کے — گو اوسکا تصور کوئی ادراک سے باندھے
مستون کے تئین ملے جو چلا محتسب شہر — لازم ہے کہ انگور شجر تاک سے باندھے
سر تن سے جدا پہلے سمجھے بخدا وہ — جو ملنے کا دھیان اوس بت سفاک سے باندھے
آوارہ یہ وہ ہی کہ ملال اب ہو معطل — میرے دل سرگشتہ کو گر چاک سے باندھے
دھونے کو کرے برق کبھی اپنی تڑپ کا — گر پانون ترے توسن چالاک سے باندھے
قاتل ہے وہ ظالم تو ابھی ذبح کے یہ ہمکو — جو تیغ و سپر سینے مین بیباک سے باندھے
یکتا ہیں پہاڑ بھی شادی ہے کہ کو ں — رشتہ بھی نہ پھیلی کا تن چاک سے باندھے

جرأت کہوں کیا آہ میں وہ صید ہوں جس
کو ذبح نہ جسکو کوئی فتراک سے باندھے

آج کل سودا کچھ ایسا ہم دل افگاروں کا ہو
سائے اپنے گھر میں جسکو غلط دیواروں کا ہو

خاک اوس بن جی لگے سیر گل و گلزار میں
دیکھتا ہوں گل جدھر اک ڈھیر انگاروں کا ہو

پھر گئی منہ پہ ترے بیمار کے کیا مردنی
رنگ و دید تغیر کچھ اب اوسکے غمخواروں کا ہو

اپنی قسمت کے ہیں شاکی جسکی باعث ہو یہ رنج
نہ گلہ کچھ یار کا نہ ہمکو اغیاروں کا ہو

کوئی دل چھینا ہو اپنا گو کہیں خوبان جفا
عشق خلقت میں ہماری ان ستمگاروں کا ہو

کوہ غم ٹوٹا ہو دل پہ اور نہیں دم مارتے
دیکھیو کیا ضبط ہم اندوہ کے ماروں کا ہو

آسمان حسن کے انجم ہیں گو خوبان دہر
تجھ سے پہ نسبت نہ ہوں تو چاند ان تاروں کا ہو

جیسے اونکی جلوؤں کا ہی تصور کیا کہیں
سامنا کس طرح سے ہمکو تلواروں کا ہو

بڑھ گیا یاں تک مریض عشق کا تیرے مرض
اس سے بدتر حال اب اوسکے پرستاروں کا ہو

غمزدے روتے تڑپتے ہیں جہاں وہ یار ان
شغل بہلانے کو دل کے میرے اشعاروں کا ہو

پڑھ غزل اک عاشقانہ اس سے بہتر اور تو
چپ ہو جرأت ارادہ اور کچھ یاروں کا ہو

جو مکان قید اب تیرے گرفتاروں کا ہو
خاک تبلاؤں جو نقشہ واں کی دیواروں کا ہو

کہنے کو میرے کچھ آئے تھے سو اب اوسکے حضور
دیکھیو احوال کیا میرے طرفداروں کا ہو

ای طبیب اب کیا کروں بیمار دل کا بیان
ایک تو آزار مجھکو لاکھ بیماروں کا ہو

کوئی لگوا دے گلے اوسکے جو زخمی کر گیا
فکر مرہم سب ہی ہم سینہ افگاروں کا ہو

دام میں کس کس کو لایا تو قیامت ہے کوئی
جا بجا اب ذکر تیرے ہی گرفتاروں کا ہو

کیا بچارے سر کو ہوں مشہور ہیں اوسکی نیم میں
فرقۂ عشاق بھی فرقہ گنہگاروں کا ہو

دل بچا سکتا ہے کب اوس شوخ پہ فن سے کوئی
فن عیاری میں وہ استاد عیاروں کا ہو

گرمی بازار یوسف جسکے سے سرد ہو
آج کل انبوہ یہ تیرے خریدارونکا ہے

جب نہ دیکھی انکھون سے ہی بیتابی آیا قتل کو
ہائے قسمت کیا نصیبا ہم گنہگارونکا ہے

چاہ کا اب اوسکے کیا منہ سے بیان ہم کرین
جیسے دل میری طرح سے سو طرح اب اونکا ہے

جسکو کہتے ہین جرأت ہم ردیف عشق یار
وہ محلہ شہر مین مشہور یارون کا ہے

شب کو اوس بن تن سے میرے جان جب جانے لگی
آہ سوزان سے لگے شمع دہلانے لگی

سیر دریا شاید اب اوسکے تئین بھانے لگی
خود بخود جو لہر رونے کی مجھے آنے لگی

یہ کہ یاد آئی کسکی جو سینے پہ مرے
سانس کے لینے مین اک برچھی سی لگجانے لگی

دیکھ اوسکو خواب مین جو چونک اوٹھے تو سب ہین
شب آنکھین ہو گئین اور نیند سی آنے لگی

اوس دہان تنگ کی جو بات کچھ لائی صبا
رنگ اپنا ہر کلی کچھ اور دکھلانے لگی

واے قسمت گھر مرے آیا تو یون کہنے لگا
کچھ طبیعت یان مری آتے ہی گھبرانے لگی

برق اون دانتون کی آئی جب تبسم مین نظر
ہر پلک سے چشم موتی سے ہی برسانے لگی

ذکر میرا اور تیرا اسکا نپ اوٹھا بیٹھا نہ قیس
بید مجنون کیتی لیلی جی تھرانے لگی

کہہ گئی یہ طبع مغنی بند جرأت چند شعر
ہیں یہ آورد خاطر مین غزل سے آنے لگی

اب تو ہر ہر بات مین آزردگی آنے لگی
میری تنہائی جو اوس بیدرد کو بھانے لگی

دور سے کل جو نظر اوسکی گلی آنے لگی
اضطراب دل سے سینے جان گھبرانے لگی

جسکے الگ جانیکا کچھ تونے مزا پایا دلا
ہم نہ سمجھے تھے بری ہونی یہ دیوانے لگی

سوز دل افزون ہوا رونے سے یہ الٹی ہے بات
اور سیل اشک اس آتش کو بھڑکانے لگی

ہم وہ عاشق ہین کہ راہ عشق سے موڑا نہ منہ
عقل بی عقل سے کتنا ہمکو بہکانے لگی

تن مرا شبنم گریے سے ہوا جون آبشار
آب شدت منہ کے سایے گھر کو ٹپکانے لگی

سوزِ عشقِ پروانہ ہوتی اسطرح کس سے نہان
پر خموشی مین زبان شمع تھلانے لگی

تھا مین سودا سا جو گلدستہ دیکھے دال و شمع کو
کچھ طبیعت اپنی آپ ہی آپ گھبرانے لگی

بیقراری سے لگا کہا جرات اوٹھکے بیٹھنے
دلشکستِ بعد شب اوسکی جو یاد سے آنے لگی

ہجوم داغ نے کی جسم پہ یہ گلکاری
کہ پھنسے ہی تن عریان لباس گلکاری

کہیا لبن آہ جو دل اپنا شیر غم نے شکار
غذا جو بہنی عشق اسپہ اوسکو گلکاری

نری فغان سے ہوے گوش گل کے ابھی بلبل
بلبل سے سبغیال او شعاد ل سنو ز عمل کا ری

پکڑ کے تیغ کو قاتل کھڑا جو تکتا تھا
سو زخم مجھ پہ لگے آب وتل کاری

دل و جگر پہ مرے دست عشق ای جرات
کرے ہے سینہ مین مقراض غم سے گلکاری

جس جگہ جانی نظر آجا تشنا بی تو نے مجھے
دل کی بیتابی سے پھرنی ہو اب ہر سو مجھے

جون کسیکو جیتے جی گاڑے کوئی سو وہ قلق
خانہ تاریک مین تجھ بن ہے اسے مہرو نے مجھے

وائے قسمت جس جگہ سے تھا نہ اوٹھنے کا خیال
خواب مین بھی اب نظر آتی نہین وہ کو نے مجھے

عشق کی تپ سے جلے ہی تار رگ جان شمع سان
ای طبیب اب نبض کیا دیکھے ہی تو مت چھو مجھے

تجھ بن ای گلرو چمن مین جا و ن مین گر بیدماغ
گلشن تصویر سان آئے نہ گل کی بو نے مجھے

کردیا بخت سیہ نے جو جدا اوس زلف سے
اب پریشانی لیے پھرتی ہر گل مو نے مجھے

تیرے یہ اشعار تو مین سنے جرات پر اب
عاشقانہ بھی غزل کوئی سنا دے تو نے مجھے

بیکلی ایسی ہی پہر ہو نہ وہ گلرو نے مجھے
کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو نے مجھے

زخم اک شمشیر کا سا دل پہ لگ جاتا ہی آہ
یاد آجاتی ہے جب وہ جنبش ابرو نے مجھے

اتبلک تو بات مین لغزش مرے آئی نہ تھی
کیون کیا جاسے ہے پر سودا بیقراری و نے مجھے

جب تلک دیکھوں نہ تیری شکل کل پڑتی نہیں
سچ بتا تو نے کیا ہی یار کیا جادو مجھے

روتے روتے میں تو ہوں حیران یہ کیا ہو گیا
اب نظر آتا نہیں آنکھوں میں یا کہ آنسو مجھے

ظلم ناحق گر کسی پر کوئی کرتا ہی تو آہ
یاد کس کس شکل آتی ہی کسیکی خو مجھے

کیا اوٹھاؤں سر کو زانو سے کہ آتا ہی نظر
غیر کا اوس دلربا کے زیر سر زانو مجھے

لاغر ایسا ہی یہ جسم ناتوان جوں برگ کاہ
اب صبا پھیرے ہی اس پہلو سے اوس پہلو مجھے

کیا گردن پر رہے صیاد کا جرأت گلا
دام سے چھوڑا تو چھوڑا توڑ کر بازو مجھے

نہ تنہا دل خرام ناز پہ ہر آن لوٹے ہی
ترا دامن بھی قدموں پہ ترے ای جان لوٹے ہی

گیا ہی چھوڑ کر تو جسکو ای آباد ے عالم
وہ مضطر کیا درون خانہ ویران لوٹے ہی

کرے ہی چاندنی کی سیر جب وہ بیٹھ کشتی میں
تو کیا کیا موج پہ عکس مہ تابان لوٹے ہی

دیا یہ خانۂ قاتل میں کسنے چین کو جانے
جو در پر نیم بسمل سا پڑا دربان لوٹے ہی

گرے ہی جبکہ تیرے مضطرب کے چشم سے آنسو
تو کیا کیا خاک پر جوں گوہر غلطان لوٹے ہی

خفا نت مجھسے ہو گر لوٹ جاؤں تیرے قدموں پر
کروں کیا میں کہ تجھپر دل مرا ای جان لوٹے ہی

چھپاتے ہو گل نرگس سے تو جو اپنے مکھڑے کو
تیری اس بات پر کیا کیا ترا حیران لوٹے ہی

کریگا کام آخر اب وہ پاجامہ تمامی کا
کہ یک بجلی سی چلنے میں تہ دامان لوٹے ہی

بنا یا شیخ سنتے یہ حال اپنا وجد میں آکر
کہ اوسکا سن کے ایسا دیکھکر شیطان لوٹے ہی

سرود اب طرفہ اوس مطرب بچے کا رقص لاتا ہی
کہ ہر یک بیکلی سے اوسکی سنکر تان لوٹے ہی

الہی میں جو وال کی زلف کا اوسکی ہی لہرانا
تو یک چھاتی پہ اپنی سانپ سا ہر آن لوٹے ہی

لوٹا ہی جو سونا یاد باہم بستر گل پر
تو ساری رات انگاروں پہ جیسے جان لوٹے ہی

سکھے اشعار بیتابی کے تو نے ایسے ہی جرأت
کہ پڑھ پڑھ ہر سخندان اب ترا دیوان لوٹے ہی

تھی یہ مرکوبی کہ جوں بجتی ہے نوبت صبح کی
ہم سے یہ کہتے ہوں سنے کل یوں شام فرقت صبح کی

ہر قدم پہ چشم پر پا تھا چلا جب گھر وہ ماہ
تھی فزوں صبح قیامت سے قیامت صبح کی

مجھکو خورشید سحر کا یا جلانیکو میرے
دیکھ اے آتش کی پرکالے شرارت صبح کی

آئینہ جب دیکھ کرتے ہیں سواری وہ طلب
دیکھ رہتا ہوں میں صورت کیا بحسرت صبح کی

ہے شب ماتم سے بدتر بلکہ ہے گردن نی
سنے لے بیاض گردن جاناں صباحت صبح کی

منہ دھلاتی تھی جو اوسکا اپنی اشک چشم آہ
جوں گل و شبنم عجب باہم تھی صحبت صبح کی

مجھ اسیر زلف کو آرام سے یوں روئے یار
نیند افیونی کو جوں بخشے ہے راحت صبح کی

گر تصور میں رخ جاناں سکے تو کسب کمال
یعنی بہتر ہوتی ہے ہر فن میں کثرت صبح کی

صبح جو در گھر گیا تو شام تک روتے رہے
ہم دل انکا روکو راس آئی نہ صحبت صبح کی

ق

سنبل و رخ و زلف بتاں دن رات جی بیچین ہے
کیا کہوں ایذائے شام اور کیا اذیت صبح کی

پھاڑتا ہوں میں گریبان زندگی سے ہاتھ اٹھا
یاد جب آتی ہے وہ صاحب سلامت صبح کی

درد دوری سے یہ کس مہرو کے تھا تو بیقرار
شام سے رو رو کے جو شب تونے جرأت صبح کی

یہ نقش اپنے دل کے نگینے پہ حرف ہے
گر جان تو ہو وے تو جینے پہ حرف ہے

او رخ پہ خط کے جوں خط گلزار ہے بہا
اللہ کیا ہر ایک قرینے پہ حرف ہے

ہو کیوں نہ تشنہ مشق اب تر امریض
جو لوح مشق اوسکے پسینے پہ حرف ہے

چھائی مری سر پہ جو دو رو غم ست
انسان ہو کیا کہ کوہ کے سینے پہ حرف ہے

گر نا ہو سر کے سبل تو جز ہو ماتم عشق پر
پیش نظر یہ سب ہے ہی نہ نینے پہ حرف ہے

طوفان اشک یہ ہے تو عالم سے بہ گا کیا
مجکو تو آسمان کے سفینے پہ حرف ہے

یوں عشق میں یہ تشنہ دیدار تھا
کھانا تو کیا کہ پانی کے پینے پہ حرف ہے

پنہاں ہوں سینہ میں غم اپنے کہ وہ سب
واں بوزن خیال کے سینے پہ حرف ہے

سو خط لگے نہ آپ نے دو حرف بھی لکھے
اب ہمین دوستی کے توڑنے پہ حرف ہے

گویا وہ لعل لب مسی آلودہ ہے طلسم
چسپان جو لعل سے ہو تو مٹنے پہ حرف ہے

اب وہ غزل پڑھوں میں کہ جسکا کوئی جواب
دو دن کیا کہے کہ سینے پہ حرف ہے

لب کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے
سبزہ یہ پشت لب کہ شیشے پہ حرف ہے

عالم ہوا ہو جائے تو سفینہ مین علم گر
غالب یہ ایک لاکھ سفینے پہ حرف ہے

اوس رومی پہ عشق یہ عیان دو حرم لا الہ
اعجاز حسن ہی یہ پسینے پہ حرف ہے

گویا ہین شک تکمہ لعل اوسکی قمیص
اور سبز جو یہان وہ کرینے پہ حرف ہے

جسکو کہ سر کٹانا ہو وہ یہان سے رکھے قدم
بس ہم مرین جو اوسکے جینے پہ حرف ہے

پہنچا نہ اوسکے ہاتھ مین جو بن لعل **جرات** آہ
حسرت بھرا ہوں اسکے نگینے پہ حرف ہے

تربت وہ رشک گل جو ذرا جائے چھو مری
حوران باغ خلد کرین خاک بو مری

گر تم بھی کان دھر کے سنے بات تو مری
اوس وقت تک کے دیکھیے کوئی گفتگو مری

یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری

حسرت ہی رہی فلک کہ ہوئی ایک دم مین صبح
مانی جب اوسنے بات بعد آرزو مری

نالان یہ نت کے نالون سے ہمسایہ ہین سب
فریاد کرتے پھرتے ہین اب کوبکو مری

گالی کسیکو دیکے وہ کہتا تھا مجھ سے پھر
مین کیا کرون کہ تونے بگاڑی ہے خو مری

اوس بن مین کیا کرون نہین لگتا کہین یہ دل
خواہش اگرچہ رکھتے ہین سب خوبرو مری

تا صبح دم اخیر نگر منکر نجیہ تو
پوشاک اب کرینگے فرشتے رفو مری

گذرین ہین سو طرح کے مجھے سوچ دلمین آہ
کہتا ہے شغل اوسکی کوئی روبرو مری

ق

مائل تھا ایک شہرۂ آفاق پر جو میں
صحبت نہ گو بر آر تھی اوس سے کبھو مری

پر ملتمس ہوں بعد فنا تجھسے میں کہ خاک
لیجائیو اوڑا کے صبا چارسو مری

کم ظرف میں نہیں ہوں پلا مجھکو ساقیا
ہرگز کوئی سنیگا نہ یاں ہاے وہو مری

بیٹھا رہوں خموش اگر مے سے ہمنشیں
گردن تلک بھری ہو بشکل سبو مری

جرات خوش آگئے ہیں سمجھکے گر عاشقانہ شعر
پردرد تو یہ سن لے غزل اور تو مری

بیکس ہوں وہ کہ نکلی نہ حسرت کبھو مری
روئیگی بعد مرگ نہ مجھے آرزو مری

ہمدم ہوس نہ پوچھ دم نزع تو مری
جو تھی سو زیر خاک چلی آرزو مری

حال اوسکی دوستی میں ہوا یہ کہ اب طلب
حق سے دعاے خیر کرے ہے عدو مری

جلاد بھیجیے پاک محبت کا جرم ہے
گردن نہ کیجو تن سے جدا بے وضو مری

ٹپکے نہ کیونکر چشم سے پھر خون آرزو
یکلخت حسرتیں جو ہوں دل میں لہو مری

یارب یہ کسکے گھر سے میں نکلا کہ خلق میں
ہے داستان دربدرو کوبکو مری

چاہیے کچھ اور مجھکو نہیں ہے ہوس مگر
خواہش رکھا کرے دل میں تری آرزو مری

حیرت ہے یہ کہ اوسکی ہے دوری کا دل پہ داغ
ہونت نظر کے سامنے جو ماہرو مری

اپنے سے آپ اوسکے زبانی ہوں ہمکلام
حسن کلام کیوں نہ رکھے گفتگو مری

ٹک لگ گیا گلے سے جو وہ گل تو کیا عجب
جوں بوے گل کرے ہے یہی خود رفتہ بو مری

شعلہ پہ شعلہ ہر بن مو سے اوٹھیں ہیں آہ
کیا سوزش نہاں ہے عیاں موبمو مری

ق
رو رو کے جان دونگا نہ کہتا تھا اوس سے میں
اوچھل ہوا ذرا بھی جو نظروں سے تو مری

سو اب دم اخیر ہیں آنسو ڈھلک پڑے
صد شکر مرتے مرتے رہی آبرو مری

شفقت سے کے اوسکی باندھوں میں کیا کیا خیال آہ
جرات خفا ہے کسلیے وہ ماہرو مری

صورت انگشت ہمین غیر سوختن کیا چاہیے
تن پہ غیر از خاک اپنے پیرہن کیا چاہیے

رنج ہو راحت سے بہتر درد ہی درمان ہے خوب
ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے

منہ چڑا اپنا تلخ کر سمجھین نہ ای شیرین دہن
پھر تو بنجاتے ہمین ہم ہون کوہکن کیا چاہیے

ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ
بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے

قول پر قائم نہین تو ملنے تجکو توڑتے
رشتہ الفت اب ای پیمان شکن کیا چاہیے

دے یہ تکلیف لباس عمدہ کی مجھکو کوئی
مردہ دل جو ہوا ہے غیر از کفن کیا چاہیے

رونق افزا ہو دے جب محفل مین وہ خورشید رو
شمع روشن وان پہ سو دن انجمن کیا چاہیے

ہو رہین یا ہین قتل ہم تو دیکھ سچ مچ آن کے
ہمکو تن تن کر جتانا بانک پن کیا چاہیے

بولنے سے بات کے ثابت ہوئی ہمکو یہ بات
یعنی اک آواز سننے کو دہن کیا چاہیے

گر کو نہین جی سے آزردہ کوئی ہووے بھلا
آپ کو لانا زبان بیہودہ سخن کیا چاہیے

ہی سر و تن اوسکی خاطر وہ نہو جراٗت تو پھر
تن کو سر کیا چاہیے اور سر کو تن کیا چاہیے

پوند سیری کی کسی سے بھی کڑی منہ کی لگی
اوسکے آنے کے جو دھوکے پہ جھڑی منہ کی لگی

تار جب پوند نے باندھا ہی ادس کیفی بن
گویا سولی وہ فلک سے ہی گھڑی منہ کی لگی

تسکو بھی بادہ کشی اور تھا وہ غیرت شمع
اور ہی صبح تلک ہمکو بڑی منہ کی لگی

لگے رونے پہ جو یہ دیدہ خونبار تو بس
جھڑ نئے رنگ سے دو چار گھڑی منہ کی لگی

برسا جب ابر مژہ آہ کے جھپک جھپو رونے
دل پہ کیا کیا یہ بغیر اوسکے جھڑی منہ کی لگی

اوٹھتے ہی والنے گر سے ہم بدنام رشک
کیا تماشا ہی کہ بن پانون اڑی منہ کی لگی

دل جو بزم اوسکا پہوا ہی مرا ای جراٗت
پاؤ دلوائی شراب اب نہ کڑی منہ کی لگی

گئے رو دیں سبھی بحر ایسے یہ چشم تر میں بہا ہے
تو فلک پہ آتش برق لیکے سحاب نیل چلا ہے

کہیں صحبتیں وہ یہ ستم کہ جو صلح و جنگ تھی دمبدم
نہ کسی سے جا ہیں رکے ہیں ہم نہ کوئی اب آکے منا ہے

بھلا کھینچے کیونکہ نہ اپنا جی چمک آسمان پہ برق کی
انھیں انکھڑیوں کی سی چھاونی چھپیاں صاف دکھا ہے

ملیں ہیں جو ٹوٹ اپنا گلگی کل تو وہ غنچہ چمن پہ گل
بہ برون پردۂ شاخ گل یہ نسیم بھاؤ بتائے ہے

یہ جنوں سی شکل ہے اب میری کہو ان کو کس سے حالت بیکسی
نہ کسی سے اپنا ملے ہے جی نہ کوئی اب آکے منا ہے

جگر اپنا شکل قلم ہے شق کھلے دل پہ غنچہ صد قلق
کر لیے ہے اب جو وہ یک ورق سے آ دہر کسی سے پڑھا ہے

یہی سوچ گذرے ہے مجھکو تو کہ ندیکھا ہوئیں تجھکو تو
یہ سنوں ہوں جبکہ فقیر ہو کوئی آئے گھر کو لٹا ہے

نہ کسیکو دے یہ الم خدا کہیں ہم فسانہ غم سنا کیا
کبھی گوش نے در جو ہوا تھا ہمیں عشق اب وہ کہا ہے

مجھے کیا ہے باغ گلستان دم سرد کھینچوں ہوں ہر زمان
نہوں کیوں خموش میں غنچہ سان کہ یہ شگرف نکلے بہا ہے

میرے دل کی ہے گل گل تو کھلا سکے اب یہ بس تو میرے آ
کہیں ہے ہوا نہیں تو صبا ابھی تو بھی باد میں ہے

کوئی پوچھے **جرأت** زار سے یہ جدا ہے اب جو وہ یار سے
کسی سے کٹا کوئی پیار سے جو بلائیں اپنی لوا ہے

مت رکو گر سوز غم سے دل بیان چلا ہے
ہے یہ آتش خوردہ کیا کیا نے زبان چلا ہے

لوٹتے ادم سے زمین پہ دیکھ مجھکو شکل رعد
رات کے پہروں میں کیا کیا آسمان چلا ہے

بسکہ ہے دل صید لاغر وہ شکار افگن سے اوسے
کھینچ کر جب تیر مارے ہے کمان چلا ہے

سینۂ پر داغ میں مخزون حسد دل ہے یوں
باغ میں جوں دوپہر کو باغبان چلا ہے

ناتوانی میں ہے جوں نے نعرہ زن ہر استخوان
تیر کو چھیکے لگے اب نیستان چلا ہے

کوئی آواز اب تیرے بیمار کی سنتا نہیں
گرچہ کیا کیا زور سے وہ ناتوان چلا ہے

شمع سان وہ آہ جل اٹھتے ہیں اہل بزم کے
سب بیٹھے جب تیرے آتش زبان چلا ہے

تو ہے وہ خونخوار ستمگر عالم کہ تیرے ہاتھ سے
میں ہی فریادی نہیں سارا جہان چلا ہے

تیرے عاشق کو قلق یہ ہے کہ کوئی سو گوار
پیٹ کر جوں سینہ و سر ہر زمان چلا ہے

کان مین آتی ہے جرأت ایک صدائے نالہ آہ
پر دلِ وحشی خدا جانے کہان چلا سے ہے

جب نظر چنچل کو وہ چشمِ فسون ساز آ گئی
آتشِ افسردہ کے مانند بس کجلا گئی

جو نقاب اپنا اولٹ آئے ہے لڑائی ہمسے آنکھ
فوجِ صبر و تاب و طاقت وہین جھونک کھا گئی

نیم جو بان بین اس اٹکھیلی سے وہ آیا کہ بس
دیکھ لیلے بید مجنون کی طرح تھرا گئی

مرتے مرتے بھی نکھلتا رازِ دل کیا کہیے آہ
ہمدمِ مرگِ ناگہانی اپنا منہ کھلوا گئی

ٹھہین جب لوگو بنین ہم تب تم نہ وان ٹھہر کر
رنجشِ بیجا اوسکی بات یہ ٹھہرا گئی

کیا عجب گر یہ سین انگارے کر دے لیتے ہی آہ
لب پہ آہِ آتشین یہ سرخ بدلی چھا گئی

دی خبر بیک صبا نے کیا یہ گلشن مین جو آہ
غنچۂ پژمردہ سان دل کی کلی مرجھا گئی

ضعفِ پیری رہ وا اوسکا انتقام اب لے یہ آہ
قبل ازین جوشِ جوانی جو مزے دکھلا گئی

لائی بو کس گل کے جو ہم خاکساروں کو دماغ
عرش سے بالا نوائے بادِ صبا پہنچا گئی

دیکھی بجلی کی چمک تو ہنس کے یون بولا وہ شوخ
یہ لو یہ منہ لی بھی اپنے نین کیا چمکا گئی

بعد مدت رفتہ رفتہ واہ اوسکے راہِ الفت مین ہم
راہ پر آئے تو تھے لیکن حیا بہکا گئی

جبکہ جینا دم غنیمت جانتے تھے ہم تو آہ
موت اپنی شکل کس کس روپ مین دکھلا گئی

اور اب جو مرگ کو ہم زندگی سے سمجھے تو بس
زیست بڑھ گئی بیست کی اور ہمکو موت آ گئی

چاہیے جرأت غزل ہو دوسری اس سے بھی خوب
گرچہ ہر بیت اسکی بھی کیا ہی نشست اب پا گئی

چمکی جب برقِ جلپند اور دل تڑپا گئی
جو گھٹا اوس بن اوٹھی کافر ہمین بہکا گئی

کیا بلا تھی آتشِ فرقت کہ شکلِ شمع آہ
ہو نہان سر تا بپا ہم دل جلون کو کھا گئی

ہائے یارب تھ ملتے ہین کیا اوس کافر کی کاٹ
عالم اپنا دور سے دکھلا کے کیا ترسا گئی

مضطرب پایا اوسے تو ایک تہ تھا ہی قلق
سوچ کر کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی

اوس سے کیون بیٹھے ہی کیا سودا چڑھا تجکو دلا
وہ نہین گر آپ مین تو تو ہی بس کر جا گئی

شب کسیکو پانون اوسکے دابتے دیکھا تو بس
کیا کہین اپنی طبیعت ہاتھ سے کیا کیا گئی

چھیڑتے ہی پھٹ جائے جون کوئی انارِ آتشین
آہ آتشبار یون دل کو مرے تڑقا گئی

زندگانی کا یہ پھل پایا کہ مشکل ہو انہ آہ
بیوفا آخر یہ ہمکو خاک مین ملوا گئی

شب دلِ افروختہ سے گذری جب آہ جگر
جون ہوائے تند اوس آگ کو بھڑکا گئی

روبصحت اب مزاج اوسکا خدا ہی ہو تو آئے
یاس محرومی ترے بیمار و غم پر چھا گئی

اے اجل بس یہ تو رسوائی نہ دیکھی جائے گی
طبع غمخوارون کی اپنے اب بہت اکتا گئی

ق

سالہا گذرے کہ یہ حالت نہین جسکی کہیے
دل گیا دولت گئی طاقت گئی دنیا گئی

واسطے قسمت امین نے معاذ عمر کل پوچھی یہ بات
اتنے جو مضطرب ہو ایسی شی تمہاری کیا گئی

اب ڈھٹائی سمجھیے یا اسکو جرأت جانیے
آ بنے گی جی آئین گے اب تو طبیعت آ گئی

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری
پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری

ایسے ہوئے سودا سے جینے کے پڑے لالے
تھے زہر کے سو پیالے اک جام گرفتاری

چھوٹا نہ نشان غم سے نئی ... ہم
افسوس کیا ہم نے کیون نام گرفتاری

سے سیمبر یارو کو قصہ طلائی ہو
تیرے لئے نظر ہمکو صد بام گرفتاری

کیون دام مین گھبرا نے صیاد کو کرتے
کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری

تا روز شمار اونکا ہوتے نہ شمار اصلا
کیا کہیے کہ ہین کیا کیا آلام گرفتاری

پر باندھ کے گو مجھ صیاد نے اب گھیرے
ایسے تو نہین ہیں یہ اقسام گرفتاری

گر برہمن لا رام اب ہر سو رہا اور ہر شب
پوچھے کوئی ہمسے تب آرام گرفتاری

وان شام لطافت ہے اور صبح صبا جنگے
یان صبح نزہت ہے اور شام گرفتاری

باقی نہیں کچھ ہم مین ہے عالم
مر جائیے خنگی کے یکدم مین ہنگام گرفتاری

گر دام مین لائیگا صیاد ستائیگا
تو مفت مین پائیگا الزام گرفتاری

مدہوش مے الفت بس ہوگئے ہم جرأت
پیتے ہی بصد رغبت یک جام گرفتاری

چاہ کی چتون مین آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
تاڑلی محفل مین سب نے سخت رسوائی ہوئی

طبع کیون مالوف تجھسے شوخ ہرجائی ہوئی
جابجا کیا کہیے اپنی کیا ہی رسوائی ہوئی

دیکھی اوس آتش نفس کے پرکالے کی کیا چتکنی
مجھکو کچھ بجلی نظر پڑتی ہی گھبرائی ہوئی

آہ اس دل کے لگے پر چشم گریان کیون نہو
یہ اسی کم بخت کی ہی آگ بھڑکائی ہوئی

چاہتی ہی اوس بھبوکے سے حضور اپنا فروغ
شمع کی آنکھون مین ہی چربی مگر چھائی ہوئی

فرش گل پر منعمو نخوت سے مت پھیلاو پانون
کل یہی چادر تمھین پر ہوگی پھیلائی ہوئی

میرے آتے ہی جو اوٹھ جاتے ہو گھبرا کے تو جان
مین نے بس جانا طبیعت ہی کہین آئی ہوئی

گر کہون کچھ اوس سے تو کہتا ہی بس بس چپ رہو
کیا دل بیتاب کی حالت ہی اکتائی ہوئی

ق
شب کو جو اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ
چاندنی مین ایک صورت چمکی چمکائی ہوئی

اونکے دھوکے مین کیا مین نے لپٹ جانیکا قصد
پر وہ نکلی اجنبی تو سخت رسوائی ہوئی

حسب حال اشعار اپنے کہیے اب جرأت کچھ اور
یہ غزل تو تھی کئی یارون کی کہوائی ہوئی

ہی غضب اپنی طبیعت اوس پہ ہی آئی ہوئی
جیسے پڑتی ہی ہر اک کی آنکھ للچائی ہوئی

یاد آجاتی ہی تو روتا ہون کیا منہ ڈھانپ ڈھانپ
بھولی بھولی صورت اور وہ آنکھ شرمائی ہوئی

چھاونی برسات مین چھائی کہان جلد آو جی
جی گھٹاتی ہی ہمارا یہ گھٹا چھائی ہوئی

کون رخصت ہوکے یہ ہمسے گیا یارب جو آہ
صبر نے مجرا کیا رخصت شکیبائی ہوئی

شب تصور مین کسی مہرو کے آنکھ اونکے حضور
چار سو اک نور کی چادر تھی پھیلائی ہوئی

ناتوان دیکھا جو مجھکو تو یہ ہنس کر بول اوٹھے
بارے اب تو کچھ بہت اٹھین توانائی ہوئی

آئینہ میں دیکھ منہ پر زلف بکھری بول اٹھے
کیا بلا یہ بھی دیوانی ہم پہ سودائی ہوئی

سامنے میرے جو غصہ کر کر نہیں تم بیٹھتے
کیا کسی کے سامنے ہے یہ قسم کھائی ہوئی

پر یہ حیرت ہے مجھے اوس پر نہ تم ٹھہرے رہے
بات جو مدت سے تھی آپس میں ٹھہرائی ہوئی

ق

خیر تو ہے ای دل وحشت زدہ یہ کیا ہوا
یوں جو وحشت میں تیرے یہ دشت پیمائی ہوئی

پا برہنہ مو پریشان آہ بر لب رنگ زرد
دست بر سینہ ہے اور صورت ہے گھبرائی ہوئی

دوڑ دوڑ آنے سے جرات کے رکو مت کیا کہے
اوس بچارے کی طبیعت تم پہ ہے آئی ہوئی

بزم میں یار اور شمع گل فانوس میں شیشے کی ہے
اب طبیعت حسرت افسوس میں شیشے کی ہے

خود تصور میں تا اوسکے ہو گیا جوں آبلہ
کس قدر جا اس دل فانوس میں شیشے کی ہے

لب لب جانان نہ ہو تو کیا کریں صہبا و مے
کیفیت ہے تو کنار و بوس میں شیشے کی ہے

بزم رندان میں کہیں آج استعداد مساک ہے
قید یارب کس دل محبوس میں شیشے کی ہے

ہو دوا اسمیں وہ دوا جو پیر کو کر دے جوان
یہ صفت تالیف جالینوس میں شیشے کی ہے

یار مست ناز اور ہے مضطرب وا ابر و بہار
اب ہوس اس خاطر مایوس میں شیشے کی ہے

پوچھو ہم مستوں سے تو افزود جام جم سے قدر
محفل دارا و کیکاوس میں شیشے کی ہے

انتخاب اس کی مہر میں کے اشعار اور
گر طلب جرات دل مایوس میں شیشے کی ہے

کیا خوشی ہے خاک اس دل مایوس میں شیشے کی ہے
بار ہی گردن کعبت افسوس میں شیشے کی ہے

ہے بہت وحشت سے مستان میں گلرنگ وہ
کچھ جو رنگت جلوہ طاوس میں شیشے کی ہے

محتسب نے توڑ دی ہے بہر کسو کے سینہ چھپکر پی ہے
حسب و ہو اب طبع ہر جالنوس میں شیشے کی ہے

صحبت مستانہ ہی نکلے ہے کہ تنہا سنے بیچ
کیا سوا خواہش دل ناقوس میں شیشے کی ہے

مہر خاموشی لب اور بند در گوش اب جو ہے
صاف یہ خصلت ترے محبوس میں شیشے کی ہے

غنچۂ گل دیکھکر شکلِ صراحی محو ہے
لاگ ہر رنگ اس دل فانوس میں شیشے کی ہے

خود بیارِ عاشقان میں ہے دل پرخون کی قدر
کب یہ رنگت پرتگال و پیرس میں شیشے کی ہے

اوس بھبوکے پہ جو ہے قصر ہوا رین پہ بنا
جلوہ گر یون شمع کب فانوس میں شیشے کی ہے

دخت رز کا دیکھ عالم خم ہے حیرات باغ میں
شاخ گل بھی خواہش پابوس میں شیشے کی ہے

ولامت منزلِ کعبہ میں جا خواہش ہے مجنون کی
نہیں تو راہ طے کرنی پڑے گی کالے کوسون کی

بہ طفلِ اشک دکھلانے لگے طوفان بعید طوفان
حقیقت کیا کہون آنکھون نے اپنے پالے پوتون کی

فقط باتون سے پیاسے کے تشنۂ وصل آہ کیا تسکین
کہین بجھتی بھی ہے پیارے بجھا پیاس اوسون کی

ملا ہون ہے دعا سے میں کسی کی رکھیو اوس جاگہ
قیو ہے عاشقان ہے جا ہو معشوقون کے کوسون کی

شب فرقت کی ناگہی کیا کہون جب صبح ہوتی ہے
شکایت گوش زد ہوتی ہے کیا کیا کچھ پڑوسون کی

نہ ٹھہرا ایک بھی دامن سے آمد دیکھکر اوسکی
توقع دل میں رکھتے تھے یہ جسکے بخیہ سون کی

یہ شکل سادہ رویان جہان ہے روبرو تیرے
کہ جیسی مورتین ہر پتی سی ہوتی ہین نگھوسون کی

طمع نے جسکے آخر کو حیرات مار ڈالا ہے
جو پایا میں تو افضیت دین ہم کی کیا کیا ماہ بوسون کی

تنہا نہ اوسکا شعلۂ رخسار گرم ہے
بجلی سے بھی فزون نگہِ یار گرم ہے

دی آگ دل جگر کو مگر سوز غم نے آہ
بھاپ سینے منہ کی جو دم گفتار گرم ہے

آتش زبان ہے ہم ہین یہ آتشکدہ کی شکل
نالون سے گھر کی سب در و دیوار گرم ہے

یہ کس جلے جلے کو کیا قتل ہے ستم
جون تیغ شعلہ اوسکی جو تلوار گرم ہے

ہم وحشیون کے داغ ہین جون آفتاب حشر
جلنے سے طپش ہے دشت کو کہسار گرم ہے

سرگرم جلِ شیخ کا وہ کیا ہوا اوٹھا
کتنا اثر جلے میں بیمار گرم ہے

اوس شعلہ خو کی کیونکہ صحبت سے الگ رہ
جون موم نرم ہے ہی وہ جو نار گرم ہے

جلدی لگالے اس دل سوزان مین داغ	ایسے مین یہ تنور غم یار گرم ہی
ہم دل جلون کی خاک سے بعد فنا صبا	لگ چلیو تک سمجھ کے خبردار گرم ہی
رفتار سے نکلتی ہی اٹکھیلیون کی چال	دستار لٹپٹی سی ہی گفتار گرم ہی

لکھ جرات ایک اور غزل وہ کہ سب کہین
لکھنے سے اسکے دفتر اشعار گرم ہی

سرگرم قتل وہ ہی جو خونخوار گرم ہی		خطا کہ آج موت کا بازار گرم ہی
تیرے مریض کو یہ تب عشق ہی کہ آہ		لوح مزار بعد فنا یار گرم ہی
یہ عشق وہ شجر ہی کہ جون آتشین انار		ہر برگ جسکا گرم ہی بار گرم ہی
کیا زیست ہو کہ ایک تو اپنا مزاج حار		اور تسپہ سوز عشق کا آزار گرم ہی
ہم دل جلون کے نالون سے حلم کی طرح		لیل و نہار گنبد دوار گرم ہی
قیمت جو مانگی بوسہ تو انکار کے دیا		کیا جنس دل کا اپنے خریدار گرم ہی
کس دل سے تجھے سینہ کو غربال کر دیا	ق	جسکا ہو یہ شوخ کماندار گرم ہی
یعنی کہ مثل تیر شہاب اب یہ لیک تیر		پیکان سے لیکے تا لب سوفار گرم ہی

جولان سے ڈانٹیے مین جرات اک اور بھی
شبدیز صبح اب جو بہ رفتار گرم ہی

اب یون بخار غم سے تن زار گرم ہی	جون شمع تا برشتہ جان یار گرم ہی
خود ایک تو وہ شعلہ رخسار گرم ہی	ریشہ پہ بلا سے زلف دھوان دھار گرم ہی
دل اس سے جب پھنسے تو چھپے کیا وہ بد زبان	اجل لطیفہ گو ہی مزیدار گرم ہی
اخلاص جی یا نہ مجھے چھلا کے کھا تو گیا	اور رشک گل کا داغ پہ کیسا پیار گرم ہی
دی کس طپش سے جان کہ گو سرد ہو گیا	اب تک یہ بستر دل بیمار گرم ہی
ہر سرو مثل سرو چراغان ہی جس مین آہ	وہ باغبان عشق کا گلزار گرم ہی

محروم عشق وہ پہر انسان ہین وہ رشب / خوبان ہین اتو آپکا دربار گرم ہی

یارب لگا یہ روگ ہمین کیا کہ جسم زار / سو بار دم مین سرد ہی سو بار گرم ہی

مجبور دل جلے کی چہاتی سے لگ کے وہ شوخ گل / پوچھے ہی کیون گلے کا مرے ہار گرم ہی

جسکی ہی اک نگاہ وہ تیور اسکے گر ہوا / خورشید سے فزون نگہ یار گرم ہی

جنہ برق طور اور ادہر سے اللہ کیا کہون / بر آتش ساوہ شعلہ رخسار گرم ہی

جرأت خرید داغ ہی یہ سن امر آفتاب / آتش رخون سے حسن کا بازار گرم ہی

پچہ گئے منہ مین جو مجہ سوختہ تن کے کانٹے / ہین یہ بوئے ہوئے اک غنچہ دہن کے کانٹے

ظلم تو زخمی مضطر پہ ترے ہی کہ ہو شست / سوزن بخیہ ہین بر زخم کہن کے کانٹے

کشتۂ عشق گل گلشن بیدادی ہون / رکھیو تربت مین مری گرد کفن کے کانٹے

سیر گلزار مین کیا دیکھون کہ دکھلاتے ہین / برچھیان دور سے دیوار چمن کے کانٹے

جس بیابان مین مجنون بھی قدم رکھ نہ سکا / ہوے پابوس ہمارا وسی بن کے کانٹے

دولت مین قدم سے ترے دیوانے کے / سر اوٹھاتے ہون کھڑے کیونکہ ہین کے کانٹے

آپ مین صورت گل پھولے سماتے ہی نہین / صفت جامۂ سرخ آج ہین بن کے کانٹے

وقت جرأت وہ گیا تھا جو گل عیش ہست / اب تو یہ پانون ہین اور دشت محن کے کانٹے

بوجھ اوٹھاتے ہین وہ غم کا ترے مانل بھاری / کوئی کہسار نہو جسکے مقابل بھاری

جیتے جی رو کے جو اکثر مین کیا دل بھاری / تو پس از مرگ بھی چھاتی پہ ہی اک سل بھاری

ہوتے پیدا نہ اگر ہم سے ہلانے والے / لنگر عشق نہ تھی تو کسی قابل بھاری

دست نازک کو ترے رنج نہو بس ہی یہ خوف / ورنہ سر اپنا مرے تن پہ ہی قاتل بھاری

مین نظارون مین ہمسبک ہون کہ دم کینہ وہ شوخ / ہنس کے چھیڑے ہی کہ او بس نکر دل بھاری

اپنی زنجیر صدا اب یہی جھنکار سے ہی
یعنی دیوانہ ضعیف اور ہی سلاسل بھاری

عاقبت پیش ہی باریک بہت راہ صراط
بار عصیان سے کمر اب ہوی مائل بھاری

دست بوسی کا ارادہ پہ تیشے مذبوح کا تھا
دستہ ہا ہو گئے لیکن دم بسمل بھاری

ق
اسقدر کوہکنی عشق سے نے دی اوسکو تب
آخر اک موت سے لی سر پہ اوٹھا سل بھاری

بوجھ فرہاد سے اوٹھوایا گر دو ردن من کا
اور شیرین کو کہا کچھو نہ تو دل بھاری

کیجیے اک اور غزل اس مین اگرچہ ای طبع
قافیہ اور ردیف اوسکی ہو مشکل بھاری

کیون نہ ہر دم بر عشق کرون دل بھاری
قدم اوٹھ سکتے نہین اور ہی منزل بھاری

دل بگرداب محبت ہی گران باری سے
کشتی پہونچے نہ مری تا لب ساحل بھاری

دل گذرگاہ ہی پریون کا چلو صبر و سکون
نہین ہوتا ہی مکان سے بنے کے قابل بھاری

خوف ہی مجھکو کہ اوسکا ہی ہو ہلکا اور
تیغ کھینچے ہوے آتا ہی وہ قاتل بھاری

نغمہ سنجی مین وہ یکتا ہی میرا طائر دل
جسکے ہی پیش نظر صوت عنادل بھاری

ہم تو مجنون اب اس بات کے دیوانے ہین
کیا یہ شیدہ ہی تھا ای صاحب محمل بھاری

چاہی جسکی جو مری خاطر نازک سے تری
عرش پر سمجھے ہی لیلی کا وہ محمل بھاری

شب کے وعدے پہ کرے پانون کیون بھاری تو
دل مین اپنے ہی کچھ ای مہر شمائل بھاری

ق
بار غم کیسے اوٹھا کر وہ موافقت مین
کیون نہ مر رہ تیرے مائل کا ہو غافل بھاری

ایک تو ہجر کی تھی رات ہی بھاری تسپر
ایک سے ایک بلا ہوتی ہی نازل بھاری

دل پہ تا چند رہے کوہ فراق ای جرات
جی مین ہی یا جسے اک سر پہ اوٹھا سل بھاری

کب وہ صیاد اسیرون کی خبر لیتا ہی
اور جو لیتا ہی تو مقراض سے پر لیتا ہی

مشغلہ ہجر مین بس اک یہی کر لیتا ہی
کہ دم سرد کئی بار کے بھر لیتا ہی

کشتۂ لطف کو یون سے بچو مہ رخ جو بن کوئی آہ
خنجر مژدۂ شام آ کے سحر لیتا ہی

منزل کو محبت مین ہو پیادہ کہ سوا
راہ باریک مین کب سے اوتر لیتا ہی

کیون نہ شیطان کو کرون جنت سے دل خارج
انتقام پدر خویش پسر لیتا ہی

بیر تین آہ کی شعلون سے جلتی ہین آگے
جب رہ خانہ تر اقفۂ جگر لیتا ہی

پھر وہ چھپتا نہین طایر دل جسکو کہ آہ
تاک اوس شوخ کا شہباز نظر لیتا ہی

یہ تماشا ہی وہ گندا ہی تب اوسکی جا جب
منتظر جب کہ کوئی جیب کی گنج لیتا ہی

دم ہوا بحر جہان کی ہو کہ مانند حباب
یک نفس ہر کوئی یان سکے آگے ابھر لیتا ہی

اوڑھ گیا ہمدم کون سے اپنے لگا یاد جو آ
ہچکیان درد کی ہر ایک نشتر لیتا ہی

ہوے کب بوسۂ لب پردۂ غنچہ پہ آرزن
نے سہا لعل کو کوئی دکے گہ لیتا ہی

پھل یہ ہی صحبت ظالم کا کہ ہو جسپہ نشست
پھر اوسی شاخ کو وہ زیر تبر لیتا ہی

ق

کیون لیا کو محبت سے اوٹھا سپرد لا
سانس بھی بے جو نہین دو دو پہر لیتا ہی

کیا سنا قصۂ فرہاد نہ تھا ای کم بخت
ایسی آفت بھی کوئی سر پہ نشتر لیتا ہی

ہو مین خوب یہ کیون آپ سے تو اے **جرات** اڑ
توسن فکر کو جولان نہین کر لیتا ہی

آئینہ سامنے بن ٹھن کے جو دھر لیتا ہی
کار عاشق بھی معشوق وہ کر لیتا ہی

پاسبان وہ مرہ کرتا ہی ہماری دولت
حلقۂ یار کے نزدیک وہ گھر لیتا ہی

اپنے بیکس کی نہ کچھ پوچھ کرا ہی تو ادای
کون خبر بجز ہی اوسکی خبر لیتا ہی

ہم غم اوس سے ہون کیا بات وہ کرتا ہی نہین
ذبح دو چار کو جب تک نہین کر لیتا ہی

لیجا دل کو وہ یون گا دکو جیسے قصاب
ذبح کرنے کے لیے بہانے لیتا ہی

رنگ فق ہو مرا آنکھ سے جگر ہوتا ہی آہ
وصل کی شب جو کوئی نام سحر لیتا ہی

جو کہ [illegible]
جسکا کان اپنا کبھی جسکو وہ [illegible] لیتا ہی

واں سے گھر آنے کی ٹھہراتے ہیں ہم بات تب آہ
جی پہ جب بنتی ہے گذرنا ہی ٹھہر لیتا ہی

بیٹھتا اب جو نہیں چین سے ہم پاس وہ شوخ
چٹکیاں حسن جوانانہ کگد لیتا ہی

شاخیں جنبش میں ہیں جو آ غنچہ صبا سے چٹکے
یہ بلائیں تیری پیارے سے گل تر لیتا ہی

صبح عید اتنی بھی ہی تیرے بیمار کے گھر
کروٹ اک شام سے لے تا سحر کر لیتا ہی

دل ملا ہووے جو معشوق کا بھی تو عاشق
چین من مانتا ہر حال میں کر لیتا ہی

لاکھ انبوہ ہو پہ کوئی نہ دریافت کرے
کہ کدھر منہ سے وہ دیکھے ہی کدھر لیتا ہی

کسکے رخسارے پہ زلفیں ہیں سنواری جرأت
بوسۂ دست جو تو شام و سحر لیتا ہی

جلوں بھوں گی گئی اب چراغ بن مٹی
بیل از رفتا بھی ہی کیا فخر سوختن مٹی

کیا ستم ہی کہ ڈھونڈھو کی جان ہی اور ہے
نہ پایا تھے سے شیریں کے کوہکن مٹی

یہ بلک ہی کسی سرگشتہ کی کلاہ کا چاک
بسان غنچہ کب وا نہ جو خزن مٹی

چلی یہ باغ میں چلتے ہی او سکے ابر خزاں
کر اپنے سبزے کی ڈالنے چمن مٹی

اوٹھا جو خاک سے مجنوں کے اک بگولہ تو
دکھا رہی ہی عجائب وا نہ بن مٹی

بجا ہی جو یہ بہیلا گلی وہ طفل حسین
کسی یہ خاک شدہ کی ہی بو بنہ تن مٹی

مسافران جہانگرد راہ ہستی سے
نہ منہ کو پھیرو کہ آخر کو ہی وطن مٹی

ہر ایک محو خموشی تھا ان کو اوسکی نگہ
کہ جیسے اُن کی موت کا ہو بدن مٹی

تب اوسکو تو نے یہ پوچھا کہ جب سے در کی
سے تھا منہ کے کوئی تو نے پھا خستہ تن مٹی

خبر مسافر راہ عدم کی کیا کہیے
کہ اتنی پڑ گئی اونپر کہ روشن من مٹی

وہ اس زمین میں نکالو تو زبیہ الی اور
کہ جسکے آگے مخالف کا ہو سخن مٹی

نہ ہی ہو تیرے آئے شوخ دل سخن مٹی
ہوئے پہ ہم تیرے کشتہ یہ طعنہ زن مٹی

ملے یہ دل ملا خاک میں کیونکر یہی یہ
پڑی جو غنچہ پہ ہنگام واشد مٹی

جو بوئی خلق تو چاہیے تو ہو من علیق تر
کہ عطر صحبت صندل سے جائی نہ مٹی

بدشت عشق یہ بیکسی ہوا دل وحشی
کہ جسکے پائی نہ تا دست گورکن مٹی

جو دیکھا قبر میں تیرے جلے دلکو تو آہ
بسان انگار افسردہ تھا کفن مٹی

ہوا نہ پھر اصل کی جانب ہر اک شی کی رجوع
بشر کا کیون نہ ہو یہ جو جملہ تن مٹی

بکھرتے چمن میں جو گل ورق تو پھر ہیں پیدا
بہر روش عجب اک بوئے نسترن مٹی

یہ قصر تن کی ہی حالت بفصل آہ ہوئی
کہ جھوٹا کوئی ہی جیسے خانۂ کہن مٹی

گرا یہ ہو کے ز بالک کے صفحۂ دیوار
کہ منتظر کا ترے ہو گیا بدن مٹی

ہر ایک رخنۂ دیوار تھا جائے آہ
نہ ڈالون سر پہ مین کیون اے چھٹے تن مٹی

وہ گھر جو غیرت گلشن تھا سو ویرانہ بنا
خراب خستہ و ویران اجھا رین مٹی

بس از فنا ہی یہی آرزو کہ جرات کو
ملے بخاک نجف شاہ بو الحسن مٹی

اوسکی محرم پہ یہ کھنچی ہے نسبت نرگس کی
دیکھے کوئی کہ لگی آنکھیں ہیں اب نرگس کی

کیا بلا لا سیہ ہے ہر تے گیسو کے حضور
جو گرد سے بھی ہے سو گا نہ ہے کا فرس کی

بزم سے اوٹھتے ہی اوسکے یہ ہوا بیخود میں
کہ خبر اپنی رہی کچھ نہ مجھے مجلس کی

دیکھ کر ہنسنے پہ تم دیکھیے نہ کیا کیا دل نے
پر یہ حیرت ہے کہ جاتی یہ نہیں خو اسکی

نظر آیا جو بھبوکا سا کوئی ہوش ربا
حضرت دل میں چنبیلی ہو طاقت کسکی

کیا غضب ہے کہ وہ الفت کو سمجھتا ہی نہیں
مارے ڈالے ہی ہمیں آہ محبت جس کی

کیون نہون شوخ میں ہر دم کہ مجھکو ہے جانان
حالت اب اور کچھ آتی ہے نظر جیسی کی

مجھ سے قلاش کا کب سیم بران سے ہو نباہ
پیش اہل دولان قدر ہی کیا مفلس کی

ق

اب یہ نقشہ ہی کہ بستر پہ ہی جیوں وہ پڑا ۔ نہ سنے ہی کسی ہمدم کی نہ کچھ مونس کی
شکل تصویر ہی کچھ نہ اوسے اپنی خبر ۔ کھینچے تصویر مصور جو ترے تحسین کی

محو دیدار اوسکا ہوں میں جرات ہی کہ
جو کھے ہی مجھے باقی نہیں صورت اسکی

کھاؤں یارب غم عشق تو غم کھاے مجھے ۔ گر نہ بیمار محبت ہوں تو موت آئے مجھے
گر نہ مشتاق رخ و زلف بتاں ہوں بخدا ۔ تو فلک روز سیہ چاہیے سو دکھلاے مجھے
قامت شعلہ رخوں کا نہوں مائل تو سبب ۔ آگ جوں سرو چراغاں ابھی لگ جاے مجھے
گر اوٹھاؤں نہ مزا دل کی گرفتاری کا ۔ جوں گنہگار کوئی قید میں ٹھہرائے مجھے
آہ پر درد غم عشق نہ کھینچوں تو آہ ۔ کوئی ہمدم نظر آوے نہ بجز یاس مجھے
جستجو میں جو کسی کے ہو نہ جی تک کھونا ۔ تو گم ایسا ہوں کہ ڈھونڈھے بھی نہ کوئی پاے مجھے
دشت پیمائے محبت نہوں تو بھولے سے ۔ نہ رہ منزل مقصد کوئی بتلاے مجھے
جی لگا کر کہیں اپنا دم الفت بھرنا ۔ گر نہ چاہوں تو دم نزع الٰہی لگ جاے مجھے
قلق عشق بتاں گر نہ گوارا ہووے مجھے ۔ ہو یہ حالت کہ ہر ایک دیکھ کے گھبراے مجھے

گر غم عشق نہ ہو جیتے ہی بدل تو جرات
تنگ ایسا ہوں کہ رہنا نہ کہیں بھاے مجھے

خاتمۃ الطبع سپاس ایزد سخن آفرین کہ دیوان لطیف و نگین شاعر عدیم المثال خوشگو نازک خیال شمع بزم فصاحت و بلاغت قلندر بخش متخلص بہ جرات ۲۵ تاریخ شہر شوال ۱۲۸۵ ہجری کو مطبع نظامی واقع کانپور میں محمد عبدالرحمن کے اہتمام سے طبع پذیر ہوا

قطعۂ تاریخ
از منشی انوار حسین تسلیم

ہوا جب مطبع دیوان جرات ۔ کہا اک دوست نے چھاپا ہی کیسا
جواب اوسکو دیا تاریخ میں یہ ۔ کہ دیکھو خوب چھاپا خوب چھاپا

مخمس دلپذیر کلام بی نظیر مرزا محمد کی خان شاگرد رشید خواجہ حیدر علی آتش

سلہ

دار محنت مین عبث راحت و آرام کرین — جسمین مالک کی خوشی ہو وہی کام کرین
ہم گنہگار بھی بخشش کا سرانجام کرین — آرزو ہی تجھے سجدے سحر و شام کرین

سلہ ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

وضعداری ہی پہلے وہ سرانجام کرین — راز کھلجائیگا ایسا نہ کہین کام کرین
رنج بیکار نہ میرا سحر و شام کرین — مہر کے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین

سلہ خود بھی رسوا ہون تجھکو بھی نہ بدنام کرین

میکدہ بھی ہی عجب فرحت خاطر ہوتا — پاک باطن جو ہی ہر طرح ہی ظاہر ہوتا
کھول دیتا ہی جو ہی رمز ست باہر ہوتا — گریہ شادی مینا سے ہی ظاہر ہوتا

سلہ حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

ہم سے سرمست نہین خواہش بادہ رکھتے — نے سے پینے نشۂ الفت مین زیادہ رکھتے
دلمین ہین شوق جنون خیز پیادہ رکھتے — کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے

شہ کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین

بار آور گو خزان کا کوئی آسیب نہو — نظر بد سے الٰہی کسے فتنہ نہ فرو
کثرت شوق سے ہی رال ٹپکتی دیکھو — منہ پسارے ہوئے ہم بھی ہین مزا چکھنے کو

سلہ پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

ہم سے خم تو نے لنڈھائے ہین پیاپی ساقی — جام اس دور مین سبکو ملے کر کہ ساقی
میزبان کوئی ہمسا بھی نہین ہی ساقی — مست رکھتی ہی تری گردش چشم ای ساقی

شہ وہ نہین ہم کہ جو تجھسے طلب جام کرین

آنکھ سے پردے جلاتی ہی حرارت کی چمک — حسن چھپ چھپ کے دکھاتا ہی شرارت کی جھلک

تاب کیا لائیگا کوئی کہ ہے آفت کی چمک — رخ روشن مین ہی خورشید قیامت کی چمک
شہ — حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

واعظا تجھسے کھلے کیا مرے ایمان کا حال — نشۂ بادۂ عرفان سے ہون مین مالا مال
انتہا سے ہین مرے ہوش بجا طبع بحال — دلمین ہر یاد خدا کفر ہتو نکا ہی خیال
شہ — خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

اور پری جنکو کہ تو چشم کا جادو دکھلاے — بنکے دیوانہ ہر اک وحشت آہو دکھلاے
جان انسان کی کیا دل پہ جو قابو دکھلاے — اک نظر حسن رخ و زلف جنھین تو دکھلاے
شہ — نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین

رنج حسرت مین ہم آغوش کے ہم سہتے ہین — ہنسکے وہ دیکھتے ہین اشک مرے بہتے ہین
دنکو یہ غم ہی کہ غیر اونکے قرین رہتے ہین — شبکو جاتا ہون تو منہ پھیرکے وہ کہتے ہین
شہ — نیند آئی ہی ہمین آپ بھی آرام کرین

سب ہے تقریر بجا ہی نہین ہی اصلا جھوٹ — کوئی سچ بات کو اپنی نہین یون کہتا جھوٹ
ہان رنگی شوق غزل گوئی ہے ہی پیشہ جھوٹ — بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹ
قصہ بہت بڑنے کا اتش نہ دو بام کرین

تمام شد

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی مہر و دستخط مہتمم کے کیے گئے

العبد
عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان حنفی تعلم خود

محمد روشن خان حنفی ۱۲۸۳
عبد الرحمن بن حاجی

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بفضل و عنایت الٰہی مثنوی سراپا لطف و نضارت موسوم بہ

۱۲۸۵

گلدستہ

نتیجۂ فکر سرآمد سخنورانِ والا ادراک منشی عطا علی صاحب متخلص بہ خاک

در مطبع نامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہی زیب و زینتِ عنوان | حمد ہی مہر آسمانِ بیان
حمد سے ہی زبان کو زیبائش | حمد سے ہو سخن کی آرائش
حمد سے غنچۂ دہن تازہ | حمد ہی ہر محل کا دروازہ
لائق حمد ہی وہ رب قدیر | کوئی جسکا نہیں عدیل و نظیر
اسنے کیا کیا نہیں کیا پیدا | آب و کہسار و گلشن و صحرا
ملک و حور و دیو و جن و بشر | ظلمت و روشنی و شام و سحر
مشرق و مغرب و جنوب و شمال | مہ و خورشید و نجم و چرخ و ہلال
ای قلم بعد حمد رب علا | کر رقم نعت شاہ ہر دو سرا

نعت سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

کہتا ہی دل زبان سے حق ہی گواہ | ہی محمد مرا رسول اللہ
باغ ایمان کا ہی وہی گل تر | اہل عرفان کا دل ہی اوسکا گھر

در وصف مرشد

ہادی گمرہان بصدق و صفا
عاشق صادق حبیب خدا
شاہ عبد السلام فخر زمان
زیب اورنگ کشور عرفان

۲

در صفت استاد

نادر العصر ناظم و ناثر | ہے زبان اوسکے وصف مین قاصر
نام برہان دین باسم مبین | مہر دین نبی دلیل متین
بسکہ ہے پارسا وہ مرد خدا | ہے تخلص بھی پارسا اوسکا
باغ ہستی کو ہے بہار اوس سے | ہے مجھے پایۂ وقار اوس سے
وصف اوسکا جو ہو نہین سکتا | کرتا ہون اب گریز مین سیدھا
حال تصنیف قصۂ دلگیر | کرتا ہون رہتے رہتے یون تحریر

سبب تالیف

چھوڑ کر فکر دنیوی اک روز | تھا مین ہستی مین انبساط اندوز
کھو دئیے دل سے سب وسواس | آیا واحد علی وحید کے پاس
بعد مذکور ہاے قرب و بعید | فن شعر و سخن کی ہوئی تمہید
کوئی بولا اوٹھا صورت فرہاد | قصۂ شیرین ہے مجھکو یاد
کوئی مجنون کا ذکر کرتا تھا | کوئی لیلے و شون پہ مرتا تھا
کوئی کرتا تھا ذکر رانجھہ و ہیر | کوئی سکتے مین صورت دلگیر
بولا مین بھی یہ سنکے قال و مقال | ہے عبث قصۂ کہن پہ خیال
جذبۂ عشق اب بھی باقی ہے | جام رنگین بدست ساقی ہے
ابھی اک ماجرا یہین گذرا | حال مین نے وہ سب بیان کیا
سنکے وہ ذکر خوش ہوے اکثر | بولے کر نظم اے سخن پرور

۳

کھیلتی پھرتی تھی حسینوں میں نیا | مہر رخسار و مہ جبینوں میں
شیفتہ و لیسے ہی سبزاو سبز | نام روپا نثار زر او سپر
ہوگئی کم سنی میں تھی شادی | جا نہ تھی نہ گھر کی آبادی
اوسکا گونہ مگر ہوا تھا نہیں | ماہ کامل نہ تھی وہ مہر جبین
گھر سے دور رنج و غم سے دور | پاس ماں باپ کے خوش و مسرور
پیش مادر پدر وہ لخت جگر | مثل تیلی کے رہتی زیر نظر
عشق نے آخر اوسکو دی تکلیف | لائی فصل ربیع رنگ خریف
تھا زمیندار واں کا ذی مقدور | موضع دلکشا سے رہتا دور
بھیجا اک اپنا واں پہ کارندہ | ذی تمیز و نجلق از زندہ
شیخ عالی نسب حسن مشہور | نیک طینت ہر ایک نقص سے دور
پائی ٹھہر جو واں کی آراضی | تھا زمیندار اوس سے بس راضی
تھانہ دہقانیوں کو شیون و شین | ملی ترود تھے سب ایک کو چین
موضع و پسند اوسکو پسند | رہتا تھا اک مکان میں خورسند
اوس جگہ پہ غرض قریب مکان | رشک کوثر بڑا تھا ایک کنواں
اوسیہ رہتا تھا ازدحام کثیر | پانی بھرتے تھے سب صغیر و کبیر
وہ نشیلی نگہ جگت مشہور | جا سے ہنسے ولسے اوکی تھی وہ وہ
بولتی رہتی تھی بھیڑ اوس جا پہ | لطف تا خود تھی ان کی شام و سحر

بیان حال

ہوش جاتے رہے نگاہ چوکی
ہل گیا آسمان آہ جو کی

تھی وہ لیلی مگر بنی مجنون
چشم بیمار سے وہ روئی خون

کوئی کہتا تھا اس پہ جادو ہی
نہین آسیب مین پری وہ ہی

کوئی کہتی یہ ہے ابھی کم سن
اس پری کو ہوائی سایہ جن

کوئی کہتی نہ رنج جن سے ہی
یہ غشی اقتضائے سن سے ہی

اک جہاندیدہ بولی کر کے نظر
اسکے دل مین کیا ہی عشق نے گھر

خار غم جو لے نصیب ہی یہ
کسی گل رو کی عندلیب ہی یہ

کبھی ممکن نہین شفا اسکی
شربت وصل ہی دوا اسکی

پانی چھڑکا نہ ہوش مین آئی
اور بھی آگ اوسنے بھڑکائی

کانون مین جب خبر گئی یہ تمام
دیکھنے آئے اوسکو خاص و عام

اوسکے مان باپ بھی یہ سنکے خبر
بر لب چاہ سے آئے گھبرا کر

روئے زار و نزار چلا کر
غش مین جسدم نظر پڑی دختر

نخلخہ بھی سونگھایا چھڑکا گلاب
ہوش مین آئی تا وہ خانہ خراب

آیا جسدم غرض کہ اوسکو ہوش
باپ ماں نے پکڑ کے ہاتھ او دوش

لائے گھر تک وے جگر تھامنے
کوئی بازو کوئی کمر تھامنے

کی دوا جسنے جو کہ تبلائی
لیک آئی نہ کچھ توانائی

بڑھی دو دن مین ایسی بیماری
جیسے برسون کا کوئی آزاری

تجھکو دیوانہ پن جو بھایا ہے
یہ تو کہہ کس پری کا سایا ہے

کیوں ہے آسیب میں یہ سینہ و تن
کیوں مکدر ہے تیرا سیم بدن

نہ دیا ایک کو جب اوس نے جواب
آگئیں اپنے گھروں میں سب وہ شتاب

ایک ہمراز اوسکی دایہ تھی
یہ پری تھی وہ اوسکی سایہ تھی

بولی اے نور دیدہ لخت جگر
سچ بتا کس لیے ہے تو مضطر

مجھسے راز دلی نکر پنہان
اے پری تو ہے میری راحت جان

کس مرض نے تجھے ستایا ہے
کسنے مجنوں تجھے بنایا ہے

کون یوسف کی تو زلیخا ہے
حال دل اے عزیز کہہ کیا ہے

اوسکو غمخوار پا کے آخر کار
بولی دایہ سے اے مری غمخوار

گرمی عشق دل پہ دونی ہے
بھونتی آتش درونی ہے

ہو نہ افشا مرا یہ راز نہان
اے مری مہربان ترے قربان

میرے محبوب سے ملا مجھکو
ہجر کے قید سے چھڑا مجھکو

تھی جو دانائی وہ بانیِ افسون
یاد تھے مکر کے بہت مضمون

بولی اوس سے کہ اے مری دلدار
مردم دیدہ اولی الابصار

تو تو میری جگر ہے اے پیاری
مجھپہ لازم ہے تیری غمخواری

دے پتا اوسکا کس جگہ ہے گھر
اے مری نور چشم لخت جگر

روؤ نہ تو یوں برنگ ابر بہار
چشم مخمور کو نہ کر بیمار

اکدن اکیسال ہی مجھکو | جان تن مین وبال ہی مجھکو
جس جگہ حکم ہو چلی آؤن | جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤن
جان دونگی نہ گر بولائیگا | اسکا کھٹکا ذرا نہ آئیگا
سنکے یہ بات بولی وہ دائی | لے مین جاتی ہون اور ابھی آئی
سرو رعنا کو مت خمیدہ کر | دلکو ہرگز نہ غم رسیدہ کر
بند اب لب کو کر نہ کھول زبان | کیون کہ سوسن زبان ہی گل زبان
تجھکو بھی ہجر سے غم سے ہی کلفت | گل کو بلبل سے چاہیے صحبت
کہکے یہ بات اوٹھکے پھر اکبار | آئی پیش حسن وہ مکر شعار
حال پنہان کیا سب اوسنے عیان | یون لگی کہنے ای مہِ تابان
ترا دلدار جان سے جاتا ہی | کچھ تجھے یہ خیال آتا ہی
یان سے لوگ اوسنے تو بچا کے نظر | جلد لیجا اب اوسکو اپنے گھر
ہاتھ سے کھو نہ دولت مرغوب | تجھکو ملتا ہی سیمتن محبوب
ایسے دنیا مین کسکے ہونگے نصیب | وصل کا خواستگار ہووے حبیب
حکم گر ہو تو مین بلا لاؤن | شکل اوس نازنین کی دکھلاؤن
ماہ کو مہر سے قران ہووے | یہ زمین رشکِ آسمان ہووے
کہا اوس سے حسن نے ای دانا | مجھکو راحت ہی یان ترا آنا
مین بھی ہون اوسپہ یکا دیوانہ | عاشقِ شمع جیسے پروانہ

در بیان افزونی عشق

دور سے خوب ہی ہے گر کام | تا نہ تم کہیں نہ ہم بدنام
ہو نہ ایسا پڑے کسی کی نظر | چشم مردم سے جائیں دم میں اتر
سنکے یہ بات وہ پری رخ زرد | کھینچ کر آہ تھام کر دل کو
لگی کہنے کہ تو نے ای دائی | آتش شوق اور بھڑکائی
کیسی بدنامی اور کیسی نظر | لاویاں تکما ہے کہ ہوں مضطر
جا ابھی تو اگر نہ لے آئی | تو میں آپہنچی کہیو ای دائی
جب حسن کو دیا یہ اوسنے پیام | سخت گھبرا گیا وہ ماہ تمام
حیلہ و مکر سے غرض وہ جوان | آیا جسجا تھا اوس پریکا مکان
ہو نکلنے کے بہانے گھر میں گیا | ہوسے اک جا وہ مہر و ماہ لقا
زندگی پائی جسم مردہ نے | کھولدی آنکھ اوس فسردہ نے
اوٹھ کے بیٹھی کہا کہ ای محبوب | مجھکو تو آپ نے جلایا خوب
کبھی پوچھا نہ تمنے حال مرا | یعنی کیسا ہی یہ ملال ترا
آفرین آپ کی محبت پر | مرحبا کہیے ایسی الفت پر
جل گئی میں تپ پردردی سے | خوب تھا خوب چشم خونی سے
ہو عجب خبر نہ لی تمنے | پوچھا آکے کبھی نہ جی تمنے
کیا ہی ہو طرفہ یاری | کی نہ اکدن بھی میری غمخواری
خیر جو کچھ ہوا وہ ہو گذرا | اوسکا کیا ذکر ہے کہ جو گذرا

کشتی تھی اپنے دل سے وہ نادان	جان کیا ہے اگر نہیں جانان
جب نہ راضی کسیکا دلبر ہو	پھر تو عاشق کو موت بہتر ہو
چاہ میں ہو کے باولی اکبار	گر پڑی وہ کنوئیں میں آخر کار
عشق کا ناتوان کو زور ہوا	گر پڑی چاہ میں تو شور ہوا
بولیں پنہاریاں یہ چلا کر	کہ گری گلفروش کی دختر
طشت از بام ہو گیا یہ سخن	کہ گری چاہ میں وہ غنچہ دہن
دوڑی خلقت کنوئیں کے گرد آئی	مجتمع ہو گئے تماشائی
جو رسان باپ آئے چاہ کے گرد	بنے ہالہ تمام ماہ کے گرد
چاہ پر ہوئے غم سے دل پانی	ہوئی صد الحال کیا ہے اے جانی
آئی آواز کچھ خطر ہی نہیں	تن پہ آسیب کا ضرر ہی نہیں
کسینے مجھے گرایا ہے	کہ کسیکا خیال آیا ہے
آئی تھی یاں یہ بہر آب کشی	ناگہاں اتفاق سے ہوں گری
شکر ایزد کہ چوٹ سے میں بچی	سینہ میں کانپتا ہے لیکن جی
ہوش سنبھلے پری جس کے نہ واں	کہ کہیں راز میرا ہو نہ عیاں
چرخ یہ روز بد نہ دکھلائے	آبرو جائے جان بھی جائے
نہ کیا پر کچھ اوسنے ذکر دری	سخت معیوب سمجھی پردہ دری
واہ محبوب ہو تو ایسا ہو	اور مطلوب ہو تو ایسا ہو

آگے کچھ نہین باپ ماں کے گھر مین تھی | تو ہی ہر پل مری نظر مین ہی
گر بلانے مین دیر فرمائی | تو یہ کہدینا وہ ابھی آئی

پیغام آوردن دایہ

راوی معتبر ہمایون فال | ایسا کہتا تھا مجھسے یہ احوال
یعنی سنکر پیام یہ دائی | آئی پیش حسن وہ گھبرائی
ماجرا سب کیا بیان اوس سے | راز مخفی کیا عیان اوس سے
سنکے باتین یہ اوسنے دایہ کی | آنے کی اپنے پاس اجازت دی
پاس دلربا کی پھر وہی آئی | شادمانی خبر یہی خوش لائی
کہا اے ماہ چہرۂ محبوبی | جلوہ فرماے محفل خوبی
تیرا طالب تجھے بلاتا ہی | تیرے بن بار غم اوٹھاتا ہی
چاہیے ماہ مشتری کے قریب | اور سلیمان رہے پری کے قریب
تیرے صدقے گئی بدل کے لیے | جلد چل اپنے دلربا کے پاس
سنکے دائی سے یہ خبر اکبار | دل شگفتہ ہوئی وہ رشک بہار
پاس آئی چمن کے پھر وہ گل | جسطرح گل کے شعلہ بلبل
باپ ماں کا اوٹھین نہ بن تھا خطر | بھاگی اوسماے وہ چھپا کے نظر
اپنے گھر لایا اوس پری کو حسن | ہوا اوس گل سے اوسکا گھر گلشن
ہوسے نازمن سب حسن کے قریب | دیکھکر اوسکو یہ حال عجیب

۱۱

کر رہی قید میں جو مہر منیر — کرتے تھے اوس اثر تقریر
ای پری چھوڑکر پرستانکو — جا کی کیون ہم و سلیمان تو
پیش حاکم تو اپنی کر فریاد — کہیو تجھ پہ سخت تر بیداد
کہ نکالا حسن نے گھر سے مجھے — اور گرایا ہر اک نظر سے مجھے
گھر میں رکھتا تھا مجکو مثل اسیر — میں جو چھوٹی یہ ہر کی ہی تدبیر
کہا اوسنے رکھو ایسی امید — میں اپنا ہین کیوں لطف مزید
حسم ناز کہ جو پاوی اوسکا خبر — اپنی گردن رکھوں تہ خنجر
[illegible] — کچھ میں شرم نہیں نکلی جان
جذبہ عشق ہی تو جاوینگی — یا اوسکو یہاں بولاونگی
چپ ہو سب سنی جو یہ تقریر — بولے دکھیں دکھاتے کیا تقدیر
رکھا ہر وقت اوسکو پیش نظر — سب نگہبان اوسکا سارا گھر
جاگتے جاگتے غرض بارے — سو گئے ایک رات وہ سارے
نیند میں جب ہو وہ سب غافل — بلعم پر آئی اپنا تھا نے دل
کودی کیبار جو شش حزن سے — جیسے ٹوٹے ستارہ گردوں سے
جیسا جالاک آئی پیش حسن — غیرت گل سے گھر بنا گلشن
پائی مدعو کی لبوں پہ جان — دیکھا گھر کا خراب سب سامان
کہا ای میری جان میں پھر آئی — کیوں بنا ہی تو شکل سودائی

میں مسلمان ہوں خدا ہی گواہ
پڑھتی ہوں لا الہ الا اللہ

کچھ بھی اسکا عجب نہیں اے خاک
دیکھوں گر نور جلوہ گر پاک
میرا خالق کرے عطا مجھ پر
کھولے دروازۂ صفا مجھ پر
نفس کافر سے پاک سینہ ہو
دل فدائے شہ مدینہ ہو
مثنوی جسکی ہوئی یہ تمام
رکھا گلدستۂ مسرت نام
ہو جہان میں کلام یہ مشہور
نظر بد رہے خدایا دور

قطعۂ تاریخ جگر کاویدۂ قلم حاجی واحد علی صاحب متخلص بہ وحید

وحید مثنوی جو یہ عطا علی نے کہی
معاملہ ہی عجیب جو اس سبو کا
حسن کا قصہ ہے رو برو اسکی جان عزت
یہ قصہ دید کے لائق ہے دل ہے شیدا کا
جو دل میں آئی کہ کہیے کتاب کی تاریخ
تو یہ حساب ہوا فکر عرش پیما کا
جمال سے لیا بس ال دیے حرف جیم
حسن کا ح لیا اور دیے الف بھی پا کا
تو سوی سن ہوا پیدا برابر آگئے دو
بڑا ہی پایا یہ میری فکر عرش پیما کا
۱۲۸۳ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ ذہن رسا منشی ظہور علی صاحب ظہور

دیکھی جو مثنوی یہ جب ظہور حسن سے
نے نسخہ اسکو پایا گلدستۂ مسرت
آئی یہ ہاتف سے جب تاریخ اسکی لکھیے
دل نے کہا بنایا گلدستۂ مسرت
۱۲۸۳ھ

محمد روشن خان حنفی سنہ ۱۲۴۳
محمد عبد الرحمن بن حاجی

۱۴